ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۹

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

عورتوں کی تعلیم

ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح

ایک ہندو نوجوان کے قبول اسلام کا واقعہ — مسلسل

وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشیر تعلیم ریاض فتیانہ کون ہے؟

شیزان پینے والے بیچنے والے اور ایجنسی ہولڈرز غور کریں!

اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ
ایک غیر متعصب
بادشاہ

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

مرزا قادیانی کی ایک گول مول پیشگوئی کو

(جسے وہ خود بھی سمجھا) پورا کرنے کا نرالا انداز

آپ کے مسائل

ترتیب: محمد منظور احمد الحسینی صاحب

اس ماحول میں گذارہ کیسے؟

نامعلوم

ہمارے یہاں کا ماحول دین کا نہیں رہا اور مادیت و ہوس پرستی کا رہ گیا ہے فکر معاش ہی ہے فکر آخرت ختم ہو گیا ہے اگر کوئی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بھی کرے تو اسے رجعت پرست پرانے خیالات کا دقیانوسی خیال کیا جاتا ہے یہ تو ماحول کی بات ہے مگر گھر کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص ماں، باپ، بھائی، بہنوں، رشتہ داروں کے ساتھ رہتا ہو اور ماں باپ یا رشتہ دار اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی طرف جانے سے روکیں تو کیا کریں؟

ٹوکنے کی وجہ یہ ہو کہ "ملا" یا تو زمین کے اندر گھسنے کی بات کرتا ہے یا پھر آسمان پر چڑھنے کی ملا انسان کو غلط دین کی تعلیم دیتا ہے مگر مولوی صاحب ملا جو کرے سو کرے مجھے اس سے کیا، میں تو اللہ اور رسول کی باتوں کو جانتا ہوں سیرت رسول میرے سامنے ہے قرآن مجید تو آخر انسانیت پرستی کی تعلیم نہیں دیتا اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام نماز، روزہ تک محدود نہیں بلکہ اسلامی طرز معاشرت سنتوں کی پیروی دین کو سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ترتیب دینے اور نیکی کے ماحول کو چلانے اور برائی کے ماحول سے ہر طرح بچنے کی کوشش یہ سب شامل ہیں۔

مختصر یہ کہ اب مولوی صاحب گھر میں تو تقریباً شادی کے بعد دین کا ماحول نہیں بنا سکوں گا۔ ہاں الگ گھر کر کے شادی کے بعد اپنے بچوں کو اس برائی سے جو عام ماحول میں پھیلی ہوئی ہے بچانے کی کوشش کروں گا مگر اس کے لئے مجھے گھر والوں کی مخالفت برداشت کرنی پڑے گی۔ ویسے ہمیشہ کے لئے علیحدہ نہیں ہو رہا بلکہ سیل ملاقات تو رہے گی اور ماں باپ کا خرچ بھی دیتا رہوں گا اور بھائی تو اب بھی خرچ دیتے ہیں۔

ماں باپ کے حقوق بھی انسان پر فرض ہیں مگر کیا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہم پر فرض نہیں؟ دین کو سیکھنا اور سمجھنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی ترتیب دینی ہم پر فرض نہیں؟ بچوں کو خود کو وبیگم کو جس پر اختیار ہو یہود و نصاریٰ کی بیہودہ تہذیب و معاشرت سے دور رکھنا اور باعمل بنانا ہم پر فرض نہیں؟ آپ بتائیں کہ کون سی راہ ہم اپنائیں؟

میری شادی جلد ہی ہونے والی ہے جواب جلدی بھیجئے ماں باپ و رشتہ دار شادی پر بے پناہ پیسہ لگا رہے ہیں اور فضول رسموں میں بھی مگر میں نہیں چاہتا کہ یہ سب ریاکاری میری شادی میں ہو میں نے تو اپنے پیسوں سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے مگر گھر میں شدید ذہنیت کی مخالفت ہے بتائیں کیا کروں؟

جواب: آپ کے خیالات صحیح ہیں جہاں تک ممکن ہو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام پر چلنا فرض ہے اگر کوئی اس سے منع کرے تو اس کی پرواہ نہ کی جائے شادی کے بعد اپنا الگ گھر بسانا بھی صحیح ہے جبکہ والدین کے حقوق ادا کرتا رہے، شادی پر فضول خرچی بے فائدہ بھی ہے اور گناہ بھی جس قدر سادگی سے شادی کی جائے اس میں برکت ہے۔

قبر کا عذاب

ڈاکٹر ضیاء الدین ——— کراچی

س: عذاب قبر عام عقیدہ ہے جب میت کو دفنا دیا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر نکیر اس کے پاس آ کر خدا اور اس کے رسولؐ کے متعلق سوال کرتے ہیں، میت کے مثبت جواب دینے پر اس کی قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے اور اس میں جنت کی ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے منفی جواب پر اس کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتا ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اور قبر میں دوزخ کی ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ کیفیت روز قیامت تک برقرار رہے گی جبکہ قرآن حکیم میں متعدد آیات مثلاً آل عمران ۲۵، ۳۰، ۱۸۵، الکہف ۴۹، النحل ۴۳، حم السجدہ ۲۰، ۲۱، ۲۲، الانفطار ۱۱، ۱۲، ۱۸، الحاقہ ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، الزلزال ۴، ۶، ۷، ۸، اور دیگر کئی مقامات پر صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ روز قیامت کو ہی مردے قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔ ان کے اعمال نامے ان کے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ اس دن ان کے ہاتھ پاؤں، کان، آنکھ، جسم کی کھال یہاں تک کہ زمین تک گواہی دیں گے عدل کے ترازو رکھ دیئے جائیں گے جس کا رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ تل جائے گا۔ اس لئے کہ وہ روز حساب جزا سزا، عذاب اور فیصلہ کا دن ہے اور اس دن ہر نفس اپنے کئے کا پھل پائے گا غرضیکہ فرمایا گیا کہ تم سب اپنے اپنے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ جب فیصلہ قیامت کو ہونا ہے تو پھر روز قیامت سے پہلے ہی بغیر پرسش حساب تولے کے بغیر ہی روز قیامت تک کے لئے یہ عذاب قبر کیوں؟ کیا یہ عقیدہ قرآن حکیم کے فرمودات کے خلاف ہے؟

ج: عذاب قبر کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف نہیں بلکہ خود قرآن کریم میں مذکور ہے چنانچہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۳ میں ہے "اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے۔ ہاں! اپنی جانیں نکالو! آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

یہ ذلت کا عذاب جس کی خوشخبری ظالموں کو مرتے وقت دی جاتی ہے یہی برزخ کا عذاب ہے جس کی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر احادیث میں فرمائی ہے اس لئے امت کے اہل حق کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے کہ عذاب و ثواب قبر برحق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز

باقی صفحہ ۲۷ پر

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۹	جلد نمبر ۹	۱۱ تا ۱۷ محرم الحرام مطابق ۳ تا ۹ اگست ۱۹۹۰ء شمسی

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ — آپ کے مسائل اور ان کا حل ———— ۲
۲ — نعت ———— ۴
۳ — مشیر تعلیم ریاض فتیانہ کون ہے؟ (اداریہ) ———— ۵
۴ — انسانیت کی سب سے اہم ضرورت ———— ۷
۵ — عورتوں کی تعلیم ———— ۹
۶ — زندگی ایک جہاد مسلسل ———— ۱۳
۷ — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی ———— ۱۴
۸ — اورنگزیب عالمگیرؒ ———— ۱۸
۹ — اسلام میں مساوات کا تصور ———— ۱۹
۱۰ — مرزا قادیانی کا دعوئے مسیحیت ———— ۲۰
۱۱ — وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا! ———— ۲۱
۱۲ — اخبار ختم نبوت ———— ۲۲
۱۳ — ہیلپنگ ورکس پروگرام قادیانی ایڈمنسٹریٹر برطرف ———— ۲۳
۱۴ — جھنگ میں دو چندو ایک قادیانی دہشت گرد گرفتار ———— ۲۵

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳ - جرنیلی لائن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر ۷۱۱۹۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 71-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

نعت

ایک ایک نفس نعتِ شہِ ہر دوسرا ہے
یہ ذوق مجھے ان کی عنایت سے ملا ہے

ضو پاش و ضیا ریز ہے خورشید کی مانند
چہرہ جو غبارِ رہِ طیبہ سے اٹا ہے

سرکار کے الطاف و کرم ہی کی بدولت
ہر دل میں تمنّاؤں کا اک شہر بسا ہے

اللہ نے جو ذکرِ پیمبرؐ کو عطا کی
رفعت ہے وہ ایسی کہ تصور سے ورا ہے

فطرت جو سُناتی ہے صدا عشقِ نبیؐ کی
عالم ہمہ تن گوش برآواز ہوا ہے

آنگن میں بھی پھل پھول محبت کے کھلے ہیں
الطافِ مدینہ کا دریچہ جو کھلا ہے

نظارے کی خواہش ہے تو پھر آنکھ اُٹھاؤ
ہر ذرّۂ طیبہ میں ارم جلوہ نما ہے

طیبہ کی سحر خیز ہوا کی ہے یہ شوخی
ڈھلکی جو شبِ تار کے کاندھوں سے ردا ہے

محمود کو کیا خوف بھلا روزِ جزا کا !
آقاؐ کا ہے مدّاح ، بھلا ہے کہ بُرا ہے ۔

راجا رشید محمود
ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشیر تعلیم ریاض فتیانہ کون ہے؟

ریاض فتیانہ نامی ایک شخص پنجاب کے "اسلام پسند" "اسلامی نظام اور صدر ضیاء الحق مرحوم کے مشن" کے علمبردار جناب میاں نواز شریف کے مشیر تعلیم ہیں وہ آج کل ان طلبہ کی سرپرستی کر رہے ہیں جو قادیانی ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں قادیانی تسلط ہے اور کیوایس ایف جیسے قادیانی اسٹوڈنٹس فیڈریشن بھی کہہ سکتے ہیں خواہ دوسرا نام کچھ ہو کی اجارہ داری ہے ایک اطلاع کے مطابق اس تنظیم کو ایم ایس ایف سے ادغام کر دیا گیا ہے۔ اور اس ادغام میں اہم کردار ریاض فتیانہ نے ادا کیا ہے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے قادیانی طلبہ صرف ریاض فتیانہ کی وجہ سے انتہائی سرکش اور مغرور ہیں۔ آئے دن ہنگامے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ بھی موجود ہے گذشتہ دنوں وہاں ایک لڑکا ناصر قادیانی دو طرفہ فائرنگ سے زخمی ہو گیا اور پھر ہلاک ہو گیا جسے اس کے آبائی گاؤں واہ کینٹ لے جایا گیا اور قادیانی مرگھٹ میں دبایا گیا۔

اس لڑکے کی غائبانہ "نماز جنازہ" دیال سنگھ کالج میں ادا کی گئی تو وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر ریاض فتیانہ نے اس میں شرکت کی اور یہ تاثر دیا کہ میں وزیر اعلیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوا ہوں۔ ایم ایس ایف مسلم لیگ کے حامی طلبہ کی ایک ذیلی تنظیم ہے جسے میاں نواز شریف کی سرپرستی حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ اور بھی مختلف قسم کے ڈرامے رچاتی رہتی ہے۔ ایک زندیق اور وہ بھی قادیانی لڑکے کی جگہ جگہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا نہ صرف ایم ایس ایف بلکہ مسلم لیگ کے چہرے پر ایک بدنما داغ ہے۔ میاں نواز شریف اس میں ملوث ہیں یا نہیں اس بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ موجودہ صورت حال سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایم ایس ایف کی باگ ڈور ریاض فتیانہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ ریاض فتیانہ وہ شخص ہے جس نے مرزا طاہر کے ساتھ گروپ فوٹو کھنچوائی ہے جس سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ ریاض فتیانہ قادیانی ہے۔

علاوہ ازیں لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی میں اہم پوسٹوں پر قادیانی فائز ہیں جو طلبہ کے ذہنوں میں قادیانیت کے جراثیم ڈال رہے ہیں اس لئے ہم پہلی گذارش تو جناب میاں نواز شریف صاحب سے یہ کرتے ہیں کہ وہ تعلیمی اداروں خصوصاً لاہور انجینئرنگ یونیورسٹی سے قادیانی تسلط کو ختم کرائیں اور کلیدی عہدوں سے فوراً ہٹائیں نیز ریاض فتیانہ جیسے سازشی اور فتنہ پرور شخص کو فوراً مشیر کے عہدے سے برطرف کریں۔

دوسری گذارش ہم جناب نواز شریف سے یہ کرنا چاہتے ہیں کہ آپ صدر ضیاء الحق مرحوم کے مشن کے علمبردار ہیں جنہوں نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس نافذ کیا تھا کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے اور نہ ہی شعائر اللہ کا استعمال کر سکتے ہیں لیکن موجودہ دور میں قادیانی اتنے جری ہو گئے ہیں خصوصاً صوبہ پنجاب میں کہ وہ اپنے کو مسلمان بھی لکھنے لگ گئے ہیں۔

ہمارے سامنے اس وقت گورنمنٹ کالج لاہور کا مجلہ "راوی" موجود ہے جس کے مدیر ظہور احمد شریک مدیر عبدالحمید بھٹہ، نائب مدیر شعیب عالم اور نگران پروفیسر صابر لودھی ہیں، سرپرست ڈاکٹر عبدالحمید اعوان پرنسپل ہیں۔ یہ مجلہ ۱۲۵ سالہ جشن کا خصوصی شمارہ ہے اگرچہ دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا لیکن اس میں سامراج کے مشہور انعام یافتہ اور پاکستان کے دشمن ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا انٹرویو شائع ہوا ہے جو ایڈیٹر ظہور احمد نے لیا ہے اس میں ڈاکٹر مذکور ایک جگہ کہتا ہے کہ:

"اس وقت پاکستان چار صوبوں پر مشتمل ہے ہم سب مسلمان ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانیں دینے والے" آگے کہتا ہے:

"مجھے دو کتابوں سے شغف ہے ہر مسلمان کی طرح قرآن پاک سے .... دوسرے شمائل ترمذی سے"

ان دو حوالوں سے صاف اور واضح طور پر ڈاکٹر مذکور نے اپنے کو مسلمانوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے لیکن حکومت پنجاب اور پریس برانچ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

حالانکہ یہ وہی ڈاکٹر ہے جس نے سامراج کی طرف سے نوبل انعام ملنے پر سویڈش اخبار کو انٹرویو دیا اور مرزا طاہر جو اس کا پیشوا ہے اس کے کہنے پر کہا:

"میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی"

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی سیاہ اچکن، سفید پگڑی اور پاؤں کے خمدار کڑھائی والے جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"میرا یہ لباس اولاً مرزا صاحب (مرزا قادیانی) کی مطابقت میں ہے ثانیاً پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے"

(زندگی لاہور ۸ تا ۱۴ جون ۱۹۹۰ء)

میاں نواز شریف بتائیں کہ دسمبر ۱۹۸۹ء کے رسالہ "راوی" میں شائع شدہ ڈاکٹر کے انٹرویو کا کیوں نوٹس نہیں لیا گیا اور اس رسالہ کے ایڈیٹر ظہور احمد کے خلاف کیوں کارروائی نہیں کی گئی؟ جناب نواز شریف صاحب! آپ مسلمان ہیں آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے امام یعنی امام آخرالزمان ہیں آپ اور ہم اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور پرنور جیسے مقدس و پیارے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

لیکن اسے کیا کہیے کہ ربوہ سے مارچ ۱۹۹۰ء میں ماہنامہ انصار اللہ کا "احمدیہ صد سالہ جشن تشکر ۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۹ء" شائع ہوا اگر ہم اس کے تمام قابل اعتراض حصے شائع کریں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا لیکن آپ کی توجہ کے لئے مشتے نمونہ تین حوالے پیش کئے جاتے ہیں:

۱۔ رسالہ انصار اللہ کے صفحہ ۴۲ کے بعد تصویروں والے صفحے پر مرزا طاہر ملعون ابن ملعون ابن ملعون کی تصویر کے نیچے "حضور پرنور" لکھا گیا ہے۔

۲۔ اور صفحہ ۴۸ پر مفتی عبداللہ سنوری کے ذکر میں مرزا قادیانی دجال کو "حضرت امام آخرالزمان" لکھا ہے۔

۳۔ تمام مفسرین اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ

"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

حضور پرنور تاجدار ختم نبوت امام آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں ہے لیکن اسی رسالہ کے اداریہ میں صفحہ ۳ پر یہ جھوٹ بولا ہے:

"تمام مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک غلام احمد کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو مقام مہدویت سے سرفراز کیا جائے گا۔"

جناب نواز شریف صاحب! آپ اسلام کے علمبردار ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اور جو "ان الدین عنداللہ الاسلام" کے مطابق خدا کا پسندیدہ اور محبوب دین ہے اور سچے دل سے آنحضرت کی غلامی کا دم بھرتے ہیں تو وہ لاہور یا ربوہ سے شائع ہونے والے تمام لٹریچر کو ضبط کریں پریس کو قومی تحویل میں لیں اور تمام رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن کو منسوخ کریں ہم مرکزی حکومت کو اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ اسے کچھ کہنا "بھینس کے آگے بین بجانا" ہے

مرکزی حکومت دل کھول کر قادیانیوں کو نواز رہی ہے اہم کلیدی عہدے حتیٰ کہ حساس عہدے انہیں سونپے جارہے ہیں۔ ہم نے بارہا متوجہ کیا مگر اس کے کان تو ہیں لیکن سماعت سے محروم آنکھیں ہیں لیکن بصارت سے خالی، دل ہیں لیکن بصیرت سے کورے ـــ جہاں کمیونسٹ لادین اور قادیانیوں کا کنٹرول ہو وہاں فلاح و خیر کی توقع رکھنا عبث ہے اس لئے ہم جناب نواز شریف صاحب آپ سے یہ گذارش کرتے ہیں کہ اگر مرکزی حکومت قادیانیوں، لادینوں اور کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے آپ تو اپنے دور حکومت میں کوئی اچھا کام کر جائیں۔

شیزان پینے، بیچنے والے اور ایجنسی ہولڈرز غور کریں۔

یہ سب جانتے ہیں کہ شیزان فیکٹری مرزائیوں کی ہے لیکن کچھ عرصہ سے اس کے ایجنسی ہولڈرز اور خود فیکٹری والے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ مرزائیوں کی نہیں ہے بلکہ اسے مسلمانوں نے خرید لیا ہے یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے یہ فیکٹری مرزائیوں کی ملکیت ہے اور اس کا سرمایہ زیادہ تر قادیانیت کی تبلیغ یعنی مسلمانوں کو مرتد و زندیق بنانے کی ناکام کوششوں پر صرف ہوتا ہے ربوہ یا لاہور اور بیرون ملک جو قادیانی رسائل نکلتے ہیں ان میں آخری صفحہ پر باقاعدہ شیزان کا اشتہار شائع ہوتا ہے۔ اس کمپنی کا مالک شاہنواز کاہلوں قادیانی تھا جو حال ہی میں جہنم رسید ہوا ہے اور جسے ربوہ دبا دیا گیا ہے ربوہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ انصار اللہ مئی ۱۹۹۰ء میں اس مردود مرزائی کے بارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے ہم شیزان پینے بیچنے اور ایجنسی ہولڈرز حضرات کی خدمت میں اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

"آپ نے محنت اور قابلیت سے بہت بلند مقام حاصل کیا۔ مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے:۔

(۱) شاہ نواز لمیٹڈ (۲) شیزان لمیٹڈ پاکستان

(۳) شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ۔ شیزان لندن

(۴) شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ منڈی بہاؤ الدین

(۵) شاہ تاج ٹیکسٹائل مل۔ چوٹیاں میں ۲۳ مارچ کو سنگ بنیاد رکھا

(۶) ... ، ایجوکیشنا باغ سندھ میں۔

آپ احمدیت کے شیدائی تھے اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی تحریک پر .... روسی زبان میں ترجمہ اور اشاعت کے اخراجات کی تمام تر ذمہ داری آپ نے لی تھی، اشاعت کے اخراجات تیس ہزار پونڈ تقریباً نو لاکھ روپے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی تربیت کے نتیجہ میں آپ کی اولاد نے اشاعت کی ذمہ داری قبول کی ہے اس پر بھی تیس ہزار پونڈ تقریباً نو لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

ہم شیزان پینے، بیچنے اور ایجنسی ہولڈرز حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس واضح حقیقت کے بعد شیزان سے قطع تعلق کرلیں اور مرزائیت کی تبلیغ میں حصہ دار نہ بنیں۔

انسانیت کی سب سے اہم ضرورت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ایک اہم تقریر

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے پیدا کیا اور اس کی ضروریات کو اس دنیا میں بڑی فیاضی، فراوانی اور افراط کے ساتھ پیدا فرمایا۔ انسان کی ضروریات کیا ہیں اور ان کا سامان کس طرح کیا گیا ہے۔ یہ ہم اور آپ سب جانتے ہیں۔ جن لوگوں نے ذرا بھی اس دنیا پر غور کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جن چیزوں کی انسان کو سینکڑوں اور ہزاروں برس کے بعد ضرورت پیش آئی ان کا اہتمام دنیا کی ابتداء کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ انسانی ضروریات کے ہر شعبہ کو چلانے اور ترقی دینے کی صلاحیت اور رغبت بھی انسان کی فطرت میں ودیعت کی اور اس کے لئے ایسے گروہ اور افراد پیدا کئے۔ جو اپنے شعبوں اور پیشوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے بعض ایسے کام ہیں جن سے ہمیں وحشت ہوتی ہے۔ لیکن ان کے کرنے والے ان پیشوں کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اور یہی دنیا کے نظام کو چلانے اور ترقی دینے کا راز ہے۔ اسی لئے دنیا میں ہزاروں انقلابات کے باوجود ہر پیشہ اور ہر شعبہ موجود اور ترقی یافتہ ہے۔

انسان کے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس زندگی کو اپنے پیدا کرنے والے کے منشاء کے مطابق گذارنے، اپنے منصب کو پہچانتے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی انتظام فرمایا یا نہیں۔ زندگی کے اہم شعبے اور سب سے ضروری کام کیلئے بھی کوئی سلسلہ یا گروہ دنیا میں جاری رہا یا نہیں جو اپنے اس مقدس کام کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھے۔ اور اس اہم خدمت کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دے۔

دوستو! انسان کی جو اصل ضرورت ہے۔ اس کیلئے کوئی انتظام نہ کرنا اللہ کی رحمت سے بعید ہے۔ اس دنیا میں حکمت، صلاحیت اور شعبۂ زندگی سے مناسبت سب کچھ موجود ہے جس کی تبلیغ و عموم و عام ہے۔ انسانوں کے معمول و کان بھی اسے پانے کیلئے تیار نہیں کہ انسانوں کی اصل ضرورت اور حقیقی مقصد کیا ہے کس طرح زندگی گذارنا چاہئے۔ کس طرح وہ اپنے پالنے والے کو راضی کر سکتا ہے) کیلئے کوئی انتظام نہ کیا گیا ہو۔ خلفائے انسانوں کی اس اہم ضرورت اور خدمت کیلئے دنیا میں ایک ایسی بے غرض جماعت بھی پیدا کی جو انسانوں کو تلاش رہے کہ یہ زندگی تمہاری تابعدار ہے۔ لیکن تم کسی اور کے تابعدار ہو۔ اور انسانی زندگی حیوانیت سے بہت ممتاز اور ایک بڑے منصب کی مالک ہے۔

دنیا میں گاڑیاں چلانے اور معمولی معمولی سفروں کے لئے طرح طرح کے انتظامات موجود ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ زندگی کا سفر بھی کوئی اہمیت رکھتا ہے یا نہیں۔ میں اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں کہ زندگی کا اتنا بڑا سفر بغیر کسی ادارے اور جماعت کے طے ہو سکتا ہے۔ جس میں طرح طرح کے خطرات، تضاد، رقابتیں اور کشمکش موجود ہے۔ ان کو پورا کرنے کیلئے ایسی حالت ہے کہ نہ ہم رہیں نہ ہماری خواہشات۔ آپ سانپ اور بچھو کو جانتے ہیں۔ لیکن انسانی زندگی میں جو سانپ اور بچھو، جو شعلے اور کانٹے اور جراثیم ہیں وہ زندگی کے سفر کیلئے بڑے خطرناک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنی خاص رحمت اور فضل سے ان خطرات سے بچانے کا انتظام فرمایا ہے۔ ہر زمانے میں اپنے وہ برگزیدہ بندے بھیجے جو انسانوں کو ان کے مالک سے متعارف کرائیں اور ان کی اصل فلاح اور حقیقی بہبود کا راستہ دکھائیں۔ اگر یہ انتظام نہ ہوتا تو انسانیت اور حیوانیت میں کوئی فرق نہ رہتا۔ مگر اللہ کو یہ دنیا چلانی اور انسانی زندگی کو اپنے معیار پر لانا تھا۔ جس کیلئے اس نے ایسے انسان پیدا کئے جو اس خدمت کو انجام دیں۔ اور ان کو ایسا خلوص اور ایسی لگن عطا کی کہ وہ انسانوں کی ہدایت اور فلاح کیلئے اپنی ہر عزیز چیز قربان کرتے رہے اور لوگوں کو ان پر شبہ ہوتا تھا کہ نامعلوم دنیا سے یہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ نے ایک جماعت تیار کی جس کی بنیاد معاشرت، تمدن، اور (CULTIOR) کلچر پر نہیں تھی۔ اور جس کا دائرہ کسی قوم، گروہ یا ملک تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ نے انسانیت کے سارے عالم کو اپنا پیغام دیا۔ اور فرمایا کہ میرے پاس وہ لوگ آئیں جو زندگی میں ہوس کے مقابلہ میں قناعت، خود غرضی کے بجائے بے نفسی اور نفس پرستی کے بجائے خدا پرستی کو ترجیح دیں۔ جن کا مقصد حیات دنیا میں حشرات الارض کی طرح جینا، خونخوار عقابوں اور درندوں کی طرح دوسروں کو چیر کھانا نہ ہو۔ بلکہ وہ اپنی زندگی سے انسانوں کو انسانیت کا مقام اور

دیدہ زیب زیورات کیلئے تشریف لائیں

ہارون ساجن اینڈ کمپنی

گولڈ سمیتھ صراف اینڈ جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر: ۲۳۵۴۷۲

اصل مقصد حیات یاد دلائیں۔ اور ان کی حیثیت بتلائیں۔ کہ وہ دنیا میں خدا کے نائب اور اس دنیا کے امین اور متولی ہیں۔ اور تمہارے لئے اللہ نے جو مقدر کیا ہے۔ اس کی وسعتیں اس محدود دنیا سے بالاتر ہیں۔

سرگروہ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اس وقت دنیا میں سب کچھ تھا۔ ملک تھے۔ قومیں تھیں، حکومتیں تھیں۔ لیکن کوئی ایسی جماعت نہ تھی کہ اپنی ذات اور اولاد کے علاوہ انسانیت کی فکرمند ہو۔ انسان بھیڑیوں کی خصلت اختیار کر چکا تھا۔ جن کا کام اپنے بچوں کو پالنا اور دوسروں کو پھاڑنا تھا۔ کروڑوں انسانوں میں کوئی ایک آدمی ایسا نہ تھا جو دنیا کی اس نازک گھڑی کو محسوس کرتا۔ اسی لئے لوگوں کو آپ کے مقصد کو سمجھنے میں بڑی دقت اور کشمکش ہوئی۔ کیونکہ اس وقت انسانیت دنیا کے ایک منڈی بنی ہوئی تھی۔ ایک دوسرے کا گاہک سمجھتا تھا۔ انسانیت کی روح لرز رہی تھی۔ بڑے بڑے فلسفی، شاعر اور ادیب اس کے اضطراب سے ناآشنا اور خطرے سے ناواقف تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی اس ذہنیت کو بدلنے کیلئے ایک ایسی جماعت بنائی۔ جس نے ایمان و یقین، عمل اور دعوت کے مجموعہ کی قوت سے اس بات کا فیصلہ کیا کہ انسانیت کو ہلاکت اور تباہی کے سمندر میں ڈوبنے سے بچائیں گے۔ آپ نے ایسے بے لوث اور جانباز گروہ کی تشکیل کی جو اس خطرے میں انسانیت کی کمر پکڑ لیں اور زندگی کے دھارے کا رخ موڑ دیں۔ اور دنیا کو (Challenge) چیلنج کریں اور زندگی کی پٹڑی پر اپنے آپ کو ڈال دیں کہ اب اس لائن پر نہیں چلنے دیں گے۔ یہ وہ دعوت ہے جس نے اللہ کی طرف بلانے اور ہدایت کا راستہ دکھلانے کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک وقت میں دنیا کی بڑی سے بڑی عزت، لذت اور بالاتری کی پیشکشوں کو ٹھکرا کر اپنے فیصلے سے انسانیت کے مستقبل کو روشن اور دنیا کی زندگی کو بامقصد بنایا۔ اور دنیا کے سامنے ایک نیا نقشہ نظام حیات پیش کیا۔ جس کی بنیاد چند خاص اصولوں پر رکھی۔ جبکہ لوگوں نے ان کو اختیار کیا، ان کا امتیاز محض چند حقیقتوں کو تسلیم کر لینا یا محض ایک دھرم اور خاص طرز زندگی نہ تھا۔ حضور کی نبوت اس پر قناعت نہیں کر سکتی تھی۔ قرآن گواہ ہے۔ اور بڑی ناانصافی ہوگی جو یہ سمجھا جائے کہ آپ کا پیغام یا مشن (Mission) محض ذاتی تقویٰ اور تبلیغ تک محدود تھا۔ بلکہ آپ نے جو جماعت قائم کی وہ اپنے عقیدہ اور عمل کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر چکی تھی کہ اپنی تمام قوت اور صلاحیت اور ہر عزیز شئی کو دنیا سے برائی روکنے اور نیکی کے پھیلانے کیلئے قربان کریگی اور مستقبل کیلئے انسانی ہدایت کا راستہ کھول دے گی۔ اس کا مقصد نیکی اور برائی میں محض امتیاز نہ تھا انہوں نے بدی، ظلم، نفس پرستی اور خدا فراموشی کیخلاف ایک مورچہ قائم کیا اور اسکا فیصلہ کیا کہ ان کو آخری وقت تک اس مورچے پر جنگ کرنی ہے۔ اور بدی کی طاقتوں کیخلاف گھٹنے ٹیک دینے ہیں اور حق کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔ انہوں نے اس نے اسکا فیصلہ بھی کیا کہ اس مقصد کے حصول کیلئے اگر انکو اپنی تمام لذتوں، راحتوں، عزتوں کو قربان کرنا پڑے تو وہ تیار ہیں۔

دوستو! صرف دھرم اور عقیدہ دنیا کے حالات میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ اگر عمل بھی ہو جب بھی دنیا سے برائی کو نہیں روک سکتا۔ عقیدہ اور عمل کے ساتھ دعوت اسلام کا اصل مشن ہے۔ یہاں وہ مجموعہ ہے جو پیغمبر اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور یہی وہ مجموعہ ہے جو ڈوبتی ہوئی ناؤ کو تیرا سکتا ہے۔ لیکن آج دنیا میں اس مجموعہ کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ وہ یقین جو زندگی پر اثر انداز اور اپنے خلاف چلنے میں مانع ہو۔ وہ عمل، جس سے دنیا متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور وہ دعوت، جو مشرق میں خدا فراموشی کی آواز سن کر مغرب سے اڑ کر جانے کیلئے بے چین ہو، نظر نہیں آتی۔ آج دنیا کو پھر اس کی ضرورت ہے کہ عقیدہ اور عمل کے ساتھ دعوت کو اختیار کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقصد کو اپنایا جائے جو اس دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اللہ کے پیغمبر صحیح عقیدہ، صحیح عمل اور بے غرض دعوت لے کر آئے اور اسی بنیاد پر ایک جماعت قائم کی جو مسلمان کہلائی۔ آج اگر عقیدہ ہے تو عمل نہیں، اور عمل ہے تو دعوت نہیں۔ اور اگر دعوت ہے تو عقیدہ اور عمل نہیں۔ صرف تحریکیں اور تجویزیں اور تقریریں ہیں۔ خدا کی ہستی پر یقین مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔ آج دنیا میں دعوتیں ہیں تو سب کا تان اس پر ٹوٹتی ہے کہ ہماری ذات، ہماری اولاد۔ اور اگر بہت ترقی کی، تو ہماری قوم اور ہمارا ملک۔ ان کی دعوت کی غرض ساری انسانیت اور اصل مسئلہ انسانی مسئلہ نہیں ہوتا۔ آج ایمان اور پاکیزہ اور خدا ترس زندگی کی دعوت کون دے رہا ہے۔ کون انسانیت کی تباہی کے درد سے بے چین ہے؟ زیادہ سے زیادہ صحت کی بربادی یا سیاسی زوال، یا ملکی مشکلات و مسائل ہیں جو ہمارے کان لگے رہتے ہیں کہ کسی گوشے سے ہم صحیح اور ٹھوس بات سنیں۔ ہم نے بار بار بڑے اشتیاق سے اور توقعات کے ساتھ تقسیم اسناد کے خطبے اور بڑے مفکرین کی تقاریر اور مضامین پڑھے۔ لیکن ہم بڑے مایوس ہوئے کہ کہیں انسانیت کے مقام، خدا کے یقین اور مرنے کے بعد کا ذکر تک نہیں ملتا۔ اور اخلاق اور سچی خدا ترسی کا یقین اور زندگی کے اس بگڑے ہوئے سانچے پر گہری تنقید نہیں ملتی۔

ہم مسلمانوں سے خاص طور سے کہتے ہیں کہ جو زندگی وہ گزار رہے ہیں وہ ان کی تاریخ، ان کے دعوے اور عقیدے سے مطابقت نہیں رکھتی۔ آج وقت کی پکار ہے کہ تم اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھو۔ دنیا کے بڑے بڑے تجارتی شہر اور کارخانے اور مادی ترقی کا عروج دنیا کو تباہی سے بچانے سے قاصر ہیں۔ تم نے اپنی ذمہ داری کو بھلا دیا اور وہی طرز زندگی اختیار کیا جو دنیا کی خدا فراموش قوموں نے اختیار کر رکھا ہے۔ آج دنیا میں اس کی ضرورت ہے کہ تم اپنے عقیدہ، عمل اور بے غرضی و دعوت کی زندگی پیش کرو۔ دنیا تمہاری طرف دوڑے گی اور اس نظام حیات سے زندگی کی گاڑی دلدل سے نکل سکتی ہے۔ آپ اپنے اس منصب کو پہچانیے اور انسانوں کو بتلائیے کہ اے دنیا کے مقصود! اے دنیا کے سردار! تو کہاں بھٹک رہا ہے۔ کس پست ہمتی اور کس خودکشی میں مبتلا ہے؟

میں اپنے دوستوں اور وطنی بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آج ہر شعبہ کیلئے پلان۔ اور ہر مقصد کیلئے منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن کیا زندگی کا اصل کام اور حقیقی مقصد اس قابل نہیں کہ اس کے لئے بھی جدوجہد کی جائے۔ آج ملک میں اس مقصد کیلئے کوئی سرگرم و منظم جدوجہد و تحریک نہیں پائی جاتی۔ زندگی کو تباہی کی دعوت دینے اور اخلاق کو بگاڑنے اور انسانیت کو کچلنے اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا سامان قدم قدم پر موجود ہے۔ اور اس کی ترغیبات کا جال بچھا ہوا ہے۔ لیکن انسانی خوبیوں کو ابھارنے اور باخبر زندگی گزارنے۔ ایمان و یقین اور نیک کردار پیدا کرنے کی کہیں دعوت موجود نہیں۔

میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ اگر تم خلوص و ہمدردی اور بے غرضی کے ساتھ دعوت دو، تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان

باقی صـ ۲۹ پر

عورتوں کی تعلیم

ایک حدیث نبویؐ کی تشریح

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ سے مستفید ہونے میں مرد ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرما دیں۔ تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کر لیا۔ اور اس دن انہیں نصیحت فرمائی انہیں مناسب احکام دیئے۔ جو کچھ آپ نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ جو کوئی عورت تم میں سے اپنے لڑکے کو آگے بھیج دے گی۔ وہ اس کے لئے دوزخ کی آڑ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا اگر دو لڑکے بھیجے؟ آپ نے فرمایا! ہاں دو بھی (اسی حکم میں ہیں)

حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی روایت کرتے ہیں اور دوسری (سند میں) عبدالرحمان بن اصبہانی سے روایت ہے کہ میں نے ابو حازم سے سنا وہ ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایسے تین لڑکے جو ابھی بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔

مردوں کو چونکہ علم حاصل کرنے کے مواقع بکثرت حاصل تھے۔ اس لئے عورتوں کو اپنی محرومی کا رنج و ملال ہوا۔ اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بے تکلف عرض کر دیا کہ مردوں نے ہمیں بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ علوم نبوت سے ہر وقت فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں یہ سعادت نصیب نہیں، کم از کم ایک دن ہمارے لئے بھی مقرر فرما دیجئے۔ تاکہ ہم استفادہ کر سکیں۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی اس درخواست کو بڑی خوشی سے قبول فرما لیا۔ اور ان کے لئے دن مقرر فرما کر تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کا وعدہ فرما لیا۔ پھر اسی کے مطابق عمل فرمایا۔ ان کو وعظ و نصیحت کی۔ اور احکام خداوندی کی تلقین فرمائی اور خاص طور سے ان کو صبر و شکر کی تلقین فرمائی۔ کیونکہ وہ طبعی طور پر صدمات کا اثر لیتی ہیں۔ اور بے صبری اور ناشکری کا اظہار کر بیٹھتی ہیں۔ جو حق تعالیٰ کو کسی طرح پسند نہیں۔ دنیا میں اولاد کی موت کا صدمہ سب سے زیادہ دل پر بھاری ہوتا ہے۔ بہت سے مرد بھی اس میدان میں پورے نہیں اترتے چہ جائیکہ عورتیں جو پیدائشی طور پر بھی نازک طبیعت اور کمزور دل ہوتی ہیں۔ پھر جس قدر زیادہ مصیبت و مشقت جھیل کر وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔ وہ بھی ان کے قلبی تعلق و محبت میں سو گونہ اضافہ کر دیتی ہیں۔ ایسی حالت میں ماں کے لئے بڑا سخت اور صبر آزما امتحان ہوتا ہے۔ ایسے اس امتحان میں اگر خدا کی محبوب بندی پوری اترتی ہے تو حق تعالیٰ کی خاص رحمت متوجہ ہو جاتی ہے۔ جس کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا کہ جس عورت کے تین چھوٹے بچے چھوٹی عمر میں مر جائیں۔ تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آڑ بن جائیں گے۔ ماں کے برے اعمال اس کو دوزخ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس کے چھوٹے معصوم بچے خدا کی خاص رحمت سے نہایت مضبوط و مستحکم سکندری بن کر درمیان میں کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہماری موت پر ہماری ماں نے شریعت محمدیہ کے مطابق صبر جمیل کیا تھا۔ جس کی جزا حق تعالیٰ نے اپنے رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دوزخ سے نجات قرار دی تھی۔ اس لئے یہ دوزخ میں نہیں جا سکتی۔ حافظ عینی وغیرہ محدثین نے لکھا کہ یہ فضیلت صرف ماؤں کے لئے نہیں بلکہ باپ بھی اس سے نوازے جائیں گے۔ مگر ماؤں کا ذکر اس لئے ہوا کہ ان پر یہ صبر زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اور نسبتہً ان کے صبر کی قیمت بلند و بالا ہے۔ پھر اسی حدیث میں ہے کہ کسی عورت نے حضورؐ سے سوال کیا۔ کیا دو بچے مر جائیں تو ان کے لئے کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کا بھی یہی حکم ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حافظ ابن حجرؒ نے ثابت کیا ہے کہ ایک بچہ کا بھی وہی حکم ہے کیونکہ اجماعی مسئلہ ہے مفہوم عدد کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور نہ اس پر کسی حکم کا مدار ہوا کرتا ہے۔ متکلم کے ذہن میں کوئی خاص صورت واقعہ ہوتی ہے جس کے لحاظ سے کسی عدد کا ذکر کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حدیث میں ایک قید "عدم بلوغ حنث" کی بھی آئی ہے۔ حنث کے معنی نا شایاں کام کے ہیں۔ اور اس سے مراد بلوغ ہوا کرتا ہے۔ یعنی وہ بچے بلوغ کی عمر سے پہلے ہی انتقال کر گئے ہوں لیکن اجر و فضیلت بالغ بچوں کے مرنے پر بھی صبر کرنے کی ہی ہے فرق اتنا ہے کہ نابالغ بچے اپنی شفاعت عنداللہ سے والدین کو بچائیں گے۔ اور بالغ اس طرح کہ ان کی موت کا صدمہ و غم و غصہ اور بھی زیادہ ہوگا۔ جس پر صبر کا اجر بڑھ جائے گا۔

بحث و نظر

اس باب کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کی دینی تعلیم اور وعظ و نصیحت کی طرف بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ تاکہ مردوں کی طرح وہ بھی خالق کائنات کو پہچانیں

چھوٹے بچے کی ماں کی رعایت

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور نماز لمبی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اتنے میں کسی بچے کا رونا سنتا ہوں تو اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت جندبؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی امان میں ہو گیا۔ پس دیکھو اللہ تم سے اپنی امان کے متعلق مطالبہ نہ کرے۔ اور جس سے اس نے اپنی امان کے متعلق مطالبہ کر لیا، تو اس کو پا لے گا۔ پھر اس کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔ (مسلم)

اس کے احکام پر چلیں، اور پیدائش کے مقصد کو سمجھیں۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابیات رضی اللہ عنہن نبوت کے علوم سے جس طرح صحابہ کرام نے فائدہ اٹھایا تھا۔ صحابی عورتیں بھی ان سے فائدہ اٹھاتی تھیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے اخلاق کو اپنانا، جس طرح اس زمانے کے مردوں کی زندگی کا مقصد تھا، عورتوں کا بھی تھا، رسالت کے مقدس دور میں اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ عورتوں نے دنیوی ترقی میں مردوں جیسا بننے کی حرص کی ہو، یا اس میں پسماندگی پر افسوس کیا ہو، جب کہ دینی ترقی میں برابری کے لئے انہوں نے اپنی خواہشات کا اظہار فرمایا۔ ابھی اس باب کی حدیث میں آپ نے پڑھا کہ عورتیں علم دین اور علم نبوت سے مردوں کی طرح ہر وقت مستفید نہ ہو سکنے کی روحانی و قلبی اذیت اور رنج و غم کی تکلیف کا اظہار دربار رسالت میں کر رہی ہیں، اس نیک رجحان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا سراہا (نہ صحابہ کرام نے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو فوراً ہی قبول فرما کر اس پر عمل بھی شروع کر دیا۔ ایک دفعہ عورتوں کی طرف سے حضرت اسماءؓ وکیل ہو کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں۔ اور عرض کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ مردوں نے تو دین کا بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا جس سے ہم محروم ہیں، وہ جمعہ اور جماعات کا بڑا ثواب حاصل کرتے ہیں۔ وہ میدان جہاد کارزار کرتے ہیں۔ تو جنت ان کے قدموں کے نیچے آ جاتی ہے۔ ہر قدم پر اجر و ثواب کی گٹھڑیاں باندھتے ہیں اور ہم عورت ذات بیچاری گھروں میں گری پڑی ہیں، مذکورہ بالا سعادتوں میں ہمارا حصہ کچھ نہیں؟

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسماءؓ! تم نے عورتوں کی طرف سے وکالت کا واقعی حق ادا کر دیا۔ اور ان کے دلوں کی اچھی ترجمانی کی، اب اس کا جواب سنو، اور اپنی بہنوں کو پہنچاؤ، تمہیں شریعت کے مطابق اپنے گھروں کے اندر رہ کر تمام خانگی معاملات کی دیکھ بھال، نگرانی و سرداری کرنا، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کر کے آگے بڑھا دینا، اپنے شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا، ان کے جان و مال اور متعلقات میں حاضر و غائب امانت و خیر خواہی کے جذبے سے تصرفات کرنا اور فرائض و واجبات کی ادائیگی گھروں کے اندر ہی رہتے ہوئے کرنا، آخرت کے اجر و ثواب اور ترقی درجات کے لحاظ سے تمہیں مردوں کے برابر کر دے گا۔ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت میں ہے کہ حضرت اسماءؓ اس جواب سے مطمئن اور خوش ہو کر اپنا دین و دنیا سنوارنے میں لگ گئیں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مرد جتنے بھی دینی و دنیوی کمالات و فضائل حاصل کرتے ہیں۔ عورتوں کا اس میں عظیم الشان حصہ ہے۔ اور وہ اپنی گھریلو زندگی اور بچوں کی خدمات پر بجا طور فخر و ناز کر سکتی ہیں، مگر دنیا کے عقلمند بیوقوفوں نے ان کو احساس کمتری کا شکار بنا کر غلط لائنوں پر جانے کی سعی کی ہے۔ چنانچہ یہ تو آج بھی یورپ امریکہ و روس میں نہ ہو سکا۔ کہ عورتوں کو عام طور سے مردوں کی طرح سرداری و حکمرانی حاصل ہو گئی ہو، البتہ وہ گھروں سے باہر ہو کر غیر مردوں کی جنسی خواہشات اور رجحانات کا مرکز توجہ اور بہت سے شیطان صفت انسانوں کی آلۂ کار ضرور بن گئیں۔ جس سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "لا یراھن الرجال" فرمایا تھا، عورتوں کے لئے سب سے بہترین پوزیشن یہ ہے کہ ان پر مردوں کی نظریں ہرگز نہ پڑیں۔

عورتوں کا مرتبہ شریعت حقہ محمدیہ نے کس قدر بلند کیا تھا کہ بڑے سے بڑے مرد کی جنت ماں کے قدموں کے نیچے بتلائی تھی۔ اور آج وہ نہایت مقدس جنس لطیف و شریف بازاری دکانوں پر فروخت ہونے والی چیزوں کے مرتبے میں لائی جا رہی ہے۔ جس طرح بازار میں نئے نئے فیشن کی حسین و خوبصورت چیزیں فروخت ہونے کے لئے دوکانوں پر سجائی جاتی ہیں کہ ہر دیکھنے والے کے لئے جاذب توجہ ہوں، کیا اسی طرح فیشن اور بناؤ سنگھار کر کے سڑکوں اور بازاروں میں نکلنے والی نوجوان لڑکیوں پر مردوں کی للچائی ہوئی نظریں نہیں پڑتیں؟ جن سے بچانے کے لئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی روشنی میں "لا یراھن الرجال" فرمایا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سب مرد برے ہیں، یا سب عورتیں نمائش حسن کے لئے نکلتی ہیں۔ مگر نیتوں پہ کوئی فیصلہ نہیں ہوا کرتا۔ آج بازاروں اور عام گزرگاہوں سے گزرنا دشوار ہو گیا ہے۔ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنے میں حیا مانع نہیں ہے، اکبر الہ آبادی تو عورتوں کی روز بروز کی بڑھتی ہوئی بے حجابی کے رجحانات سے گھبرا کر یہ فیصلہ کر چکے تھے۔ کہ پردہ اٹھے گا تو ساتھ ہی تقویٰ بھی سر پہ پاؤں رکھ کر رخصت ہو جائے گا مگر حق تعالیٰ نے تو ہر بیماری کا علاج اتارا ہے۔ دنیا میں جہاں اس نے شر زیادہ اور خیر کم رکھی ہے۔ حسن کم اور بد صورتی کے نمونے زیادہ دکھائے ہیں۔ اب یہ پابندی تو نہیں لگائی کہ بد صورت باہر نہ نکلیں اور صرف حسین اور جمیل ہی حسن کی نمائش کریں۔ سب کو برابر حق چاہیئے۔ جب کہ حق و انصاف کا خون نہ ہو، پھر فرض کیجئے شریعت کے خلاف بھی کوئی شخص کہ بے غیرت و بے حجاب ہو کر باہر نکلنے والی دس بارہ فیصد واقعی طور پر ملکہ حسن و جمال ہیں۔ اور حسب ارشاد نبوی شیطان صاحب بھی ان کو خوب سر اٹھا اٹھا کر خوش ہو ہو کر دیکھتے ہیں۔ ہر مردوں کی خانمان خرابی کے لئے بڑا اچھا موقعہ ہاتھ آ رہا ہے اور انسانوں سے عداوت نکالنے کا زریں موقع مل رہا ہے۔ مگر ان کی شریعت حقہ اور گھروں سے بغاوت کرنے والیوں میں ۸۸-۹۰ فیصد تو ایسی ملکہ بد صورتی بھی تو ہوتی ہیں۔ جن کے بارے میں بہت سے آزاد خیال مرد بھی دل میں یہی کہتے ہوں گے۔ کہ ان

دوکان جیسے سونے کی کان
جس کا نام
عزیز جیولرز
جہاں پر عمدہ اور جدید ڈیزائن کے زیورات دستیاب ہیں۔
تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں
حسین سینٹر زیب النساء اسٹریٹ صدر کراچی
فون نمبر: ۵۲۵۵۲۵

کے لئے گھر لو مصروفیات ہی زیادہ اچھی ہیں۔

اس کے بعد سب سے اہم مسئلہ عورتوں کی تعلیم کا آجاتا ہے۔ جس کی آڑ میں عورتوں کی بے حجابی وغیرہ کو وجہ جواز بنایا جاتی ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں ہم پہلے بھی کچھ لکھ آئے ہیں، اور یہاں بھی کچھ لکھتے ہیں۔

علماء اسلام کا فیصلہ ہے کہ دنیا ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے۔ اور آخرت اور مرغوبات خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہوگی۔ (کما ذکرہ فی البدائع)

اس لئے دنیا کی مختصر زندگی کو اسی کے مطابق مختصر مشاغل میں صرف کرنا ہے۔ اب ہم اگر دین کی ضروری تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ تو اس کو کوئی عالم دین ممنوع کہتا ہے۔ نہ عالم دنیا، ہاں اسلامی نقطۂ نظر سے یہ شرط ضرور ہوگی۔ کہ دین کے عقائد و فرائض و واجبات اور حلال و حرام کا علم حاصل کرنا تو ہر مرد و عورت پر فرض و واجب ہے۔ اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں اس کے بعد مسلمان بچے بچیاں اگر عصری تعلیم اور ماحول کے بُرے اثرات سے متاثر ہوں۔ تو ان سے بچنے کے لئے ان افراد کو مزید علم نبوت (قرآن و حدیث) کی تحصیل بھی فرض و ضروری ہوگی، تاکہ وہ اپنے ایمان و اعمال کو سلامت رکھ سکیں۔ اس کے بعد مکمل علوم اسلامی کو حاصل کرنے کا درجہ ہے۔ جو بطور فرض کفایہ اتنے مردوں اور عورتوں پر لاگو ہوتا ہے۔ جن سے باقی مسلمان مرد اور عورتوں کی دینی اصلاح ہو سکے۔ اگر اتنے لوگ اس فرض کفایہ کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ تو سارے مسلمان مرد و عورت اس فرض کفایہ کے چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔

یہ بھی رسالت کے زمانے اور وہ زمانہ جس کے بہتر ہونے کی خبر دی گئی ہے کہ عورتوں کے دینی تعلیم و اصلاح کا کام زیادہ تر خود عالم دین عورتوں ہی کے ذریعہ عمل میں آیا، اس لئے ضرورت ہے کہ اس سنت کو بھی زندہ کیا جائے۔ جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ علماء اپنی بچیوں کو مکمل طور سے اسلامی علوم خود گھر پر پڑھائیں۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہو کر چند ہی سال میں خاطر خواہ ترقی کر سکتا ہے۔ اور جو عورتیں مذہبی و عصری تعلیم کی جامع ہوں گی۔ وہ نو تعلیم یافتہ عورتوں کی دینی اصلاح کی بہت بڑی خدمت انجام دے سکتی ہیں۔ اور کچھ تعدی طور پر بھی عورتوں کی اچھائی یا برائی کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ کچھ دنوں کی بات ہے کہ ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن ایک اسلامی ملک میں گئے تو ان کی بیگم بھی ساتھ تھیں۔ ایک بڑے شہر کی نو تعلیم یافتہ مسلم خواتین نے ان کے استقبال و اعزاز میں رقص و سرود کی مجلس منعقد کی۔ اور ان کے سامنے کالج کی لڑکیوں نے اپنے سیکھے ہوئے فنون لطیفہ کے ہنر دکھلائے یعنی وہی ناچ گانے ڈرامے وغیرہ جو اس ترقی یافتہ زمانہ کی مایہ ناز باتیں شمار کی جاتی ہیں، وزیر اعظم موصوف کی اہلیہ نے ایک مشہور اسلامی مملکت کی مسلم خواتین کی ان ترقیات سے کیا کچھ اثرات لئے ہوں گے۔ اس کا تو علم نہ ہو سکا تاہم آئی خبر اخبار میں شائع کہ مجلس مذکور کی سربراہ خاتون نے آخر میں وزیر اعظم موصوف سے بھی درخواست کی۔ کہ آپ بھی کچھ بتائیں، تو موصوفہ نے قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت فرما کر کہا کہ مجھے تو صرف یہی آتا ہے جس پر ان مسلم خواتین کو بڑی ندامت ہوئی۔ اور سلیم الفطرت خواتین کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا۔

عورتوں کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اعلیٰ تعلیم بغیر جداگانہ بہتر نظام کے نہایت مضر معلوم ہوتی ہیں۔ خصوصیت سے دنیا میں مخلوط تعلیم کے نتائج بہت تشویشناک ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا کر دیا ہے، ایم اے میں تعلیم پانے والی مسلمان لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ چلی جاتی ہیں۔ اور یہ بات بھی کم تشویشناک نہیں ہے۔ کہ جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ مردوں کے لئے برسہا برس سے ملازمتوں کے دروازے عام طور سے بند ہیں۔ وہاں مسلمان عورتوں کے لئے تعلیم و ملازمتوں کی سہولتیں دی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ (آمین) ماخوذ از انوار الباری شرح صحیح بخاری

عورتوں کی تعلیم، ایک دوسری حدیث مبارکہ کی تشریح

حدیث الباب میں باندی کو آداب سکھلانے اور تعلیم دینے کی فضیلت ہے، جس سے دوسری عورتوں کو تعلیم دینے کی فضیلت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتی ہے، سنن بیہقی، دیلمی، مسند احمد وغیرہ کی روایات سے ہر مسلمان کو علم سیکھنا واجب و ضروری معلوم ہوا کہ جو مردوں اور عورتوں سب کے لئے عام ہے۔ علم حاصل کرنے کا مقصد تکمیل کمال ہے، جس سے ظاہر و باطن کی سنوار ہو اگر کسی علم سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو وہ لاحاصل ہے۔ اگر کسی علم سے بجائے سنوار کے بگاڑ کی شکلیں رونما ہوں تو اس علم سے جہل بہتر ہے۔

چونکہ علم دین و شریعت سے انسان کے عقائد، اعمال، اخلاق معاشرت و معاملات سنورتے ہیں۔ اس کا حاصل کرنا بھی ہر مرد و عورت کے لئے ضروری ہے، موجب کمال و باعث فخر ہے۔ اور جس تعلیم کے اثرات سے اس کے برعکس دوسری خرابیاں پیدا ہوں، وہ ممنوع و قابل احتراز ہے و نفرت ہوگی، لسان العصر اکبر الہ آبادی نے کہا ہے

ہم ایسے ہر سبق کو قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جس کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

اسلام میں چونکہ ہر فن اور پیشہ کو سیکھنا بھی فرض کفایہ کے طور پر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان اپنی روز مرہ کی ضروریات زندگی میں دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اس لئے بڑھئی کا کام، لوہار کا کام، کپڑا بننے کا کام، کپڑا سینے کا کام وغیرہ وغیرہ حسب ضرورت زمانہ کچھ لوگوں کو سیکھنا ضروری ہے۔ یہ تو ان فنون و پیشوں کو اختیار کرنے کا اولین مقصد ہے، دوسرے درجہ میں ان کے ذریعہ روزی کمانا بھی درست اور حلال و طیب ہے، بلکہ ہاتھ کی محنت سے کمائی کی فضیلت وارد ہے اور روزی کمانے کے طریقوں میں سب سے افضل تجارت پھر صنعت و حرفت (پیشہ) پھر زراعت (کاشتکاری) پھر اجرت و مزدوری اور ملازمت وغیرہ ہے، اور اگر علم دین و شریعت کا ہے۔ تو اس کو دنیا کی روزی کمانے کا ذریعہ ہرگز نہ بنانا چاہئے بلکہ حصول ثواب کی نیت کرے۔ اور جو پڑھے اس کے مطابق خود عمل کرکے دوسروں کو اس سے فائدہ پہونچانا ہی انبیاء علیہم السلام کی صحیح نیابت ہے۔ اور دنیوی علوم" جو موجودہ حکومتوں کے اسکولوں، کالجوں میں پڑھائے جاتے ہیں، ان کے اولین مقاصد چونکہ اقتصادی، سیاسی وغیرہ ہیں۔ اس لئے اول سے ذاتی فضل و کمال کا حصول دین و اخلاق کی درستی، معاشرت و معاملات باہمی کی اصلاح جیسی چیزوں کی توقع فضول ہے، لہٰذا ان کی تحصیل کا جواز بقدر ضرورت ہوگا۔ اور اسی نقطۂ نظر سے یقیناً اس امر کے ساتھ مشروط بھی ہوگا۔ کہ اگر ان کے حصول سے اسلامی عقائد و نظریات، اعمال و اخلاق مجروح نہ ہو، اگر یہ شرط نہیں پائی جاتی تو تعلیم کی ملازمت وغیرہ معاشی وغیرہ معاشی ضرورتوں کے تحت بھی حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا

پھر اگر مردوں کے لئے موجودہ کالجوں، اسکولوں کی تعلیم کو غیر شرعی نقطۂ نظر سے معاشی واقتصادی ضروریات کے تحت جائز بھی قرار دیں۔ تو ان کے لئے گنجائش اس لئے نکل سکتی ہے کہ ان کے لئے دینی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع بھی بسہولت میسر ہیں، لیکن لڑکیوں کی اسکولی تعلیم کی نہ معاش کے لئے ضرورت ہے۔ نہ کسی دوسرے صحیح غرض کے لئے، پھر آٹھویں جماعت یا گیارھویں جماعت پاس کرکے لڑکیوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ جس پر حکومت کی طرف سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر ان کو دیہات وقصبات کے اسکولوں میں تعلیم کے لئے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ اپنے والدین، خاندان واسلامی ماحول سے دور رہ کر تعلیمی فرائض انجام دیتی ہیں۔

ایک مسلمان عورت اگر فریضۂ حج کو ادا کرنے کے لئے بھی بغیر محرم ایک دو ماہ نہیں گذار سکتی تو ظاہر ہے ملازمت کے لئے اس کا بغیر محرم کے کسی غیر جگہ مستقل سکونت ورہائش اختیار کرنا کیسے درست ہوگا؟ سنا گیا بعض جگہ ان کے ساتھ ان کی ماؤں یا بہنوں کو بھیج دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کا ساتھ ہونا شرعاً کافی نہیں۔ کیونکہ محرم مرد ہی ہونا چاہئے۔

اس کے بعد تعلیم آگے بڑھی تو کالجوں میں داخلہ لیا گیا۔ جہاں ایف اے کے بعد عموماً مخلوط تعلیم دی جاتی ہے، پڑھانے والے اساتذہ مرد، اگلی صفوں میں نوجوان لڑکیاں اور پچھلی نشستوں پر نوجوان لڑکے ہوتے ہیں، باہم میل جول، بحث وگفتگو بے حجابی وغیرہ پر کوئی پابندی نہیں اس ماحول میں کچی سمجھ کی سادہ لوح مسلمان لڑکیاں کیا کچھ اثرات لیتی ہیں وہ آئے دن کے واقعات بتاتے رہتے ہیں۔ اور خصوصیت سے اخبار دیکھنے والے طبقہ پر روشن ہیں۔ اعلیٰ تعلیم پانے والی لڑکیاں تو غیر مسلموں کے ساتھ بھی تعلقات بڑھا لیتی ہیں۔ ان کے ساتھ ازدواجی رشتے تک قائم کر لیتی ہیں، پھر مسلمان ماں باپ وخاندان والے بھی سر پکڑ کر روتے ہیں۔ بڑی عزت اور بڑی ناک والے تو اخبار میں اسکی خبر بھی نہیں دے سکتے کہ مزید رسوائی ہوگی۔ سب کو معلوم ہے کہ مسلمان عورت کا ازدواجی رشتہ ایک لمحے کے لئے بھی کسی غیر مسلم کے ساتھ جائز نہیں اب مسلمان عورت اگر اسلام پر باقی رہتے ہوئے غیر مسلم سے رشتہ کرتی ہے۔ تو ہمیشہ حرام میں مبتلا ہو کر عمر گذارے گی۔ اور اگر اس نے دین کو بھی اپنے غیر مسلم محبوب کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اس سے زیادہ وبال وعذاب کس چیز کا ہوگا۔ اور والدین واعزہ وخاندان والے بھی اس مذکورہ گناہ عظیم یا کفر وارتداد کا سبب بنے تو وہ بھی عذاب ووبال کے مستحق ہوئے۔
اللّٰھم احفظنا من عذابک۔

حضرت عالم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے احکام وہدایت وحی الٰہی کی روشنی میں مردوں کے مناسب اور عورتوں کے حسب حال ارشاد فرمائے تھے گویا ایک مسلمان مرد وعورت کو ان سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر ہونا عقل ودین کا مقتضا ہو سکتا ہے۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا تم جانتے ہو عورت کے لئے سب سے بہتر بات کیا ہے؟ حضرت علی خاموش ہے کہ حضور ہی ارشاد فرمائیں گے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے اس کا ذکر کیا کہ انہیں معلوم ہوگا، تو بتلائیں گی۔ چنانچہ انہوں نے بتلایا۔

"لا یراھن الرجال"

عورتوں کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ ان پر مردوں کی نظریں نہ پڑیں۔ اور صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی عورت گھر سے نکل کر باہر آتی ہے۔ تو شیطان اس کو سر ابھار ابھار کر خوشی سے دیکھتا ہے۔ (کہ مردوں کو پھانسنے کا سب سے اچھا جال اس کے ہاتھ آگیا) اور ایسے ہی عورتوں کو جو بے ضرورت وبے حجاب بن سنور کر گھروں سے نکلتی ہیں۔ حدیث میں "شیطان کے جال" کہا گیا۔ غرض کہ فی زمانہ عورتوں کا عصری تعلیم حاصل کرنا اور دینی تعلیم وتربیت سے محروم ہونا مسلمان قوم کی بہت بڑی بدبختی ہے۔ اور اس سلسلے میں علماء اسلام اور دردمندان ...لت کو سعی اصلاح کی طرف فوری قدم اٹھانا ضروری ہے۔

عورتوں میں اگر دینی تعلیم کو عام رواج دے کر عورتوں ہی کے ذریعہ ان کے طبقہ کی اصلاح کرائی جائے۔ تو یہ بھی ایک کامیاب تدبیر ہے۔

عورتوں کا مرتبہ اسلام

اسلام نے اعلیٰ اوصاف وکمالات کو کسی شخص وجنس کے لئے مخصوص نہیں قرار دیا۔ کیونکہ

داد او اقابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

حق تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں۔ اپنی رحمت وفضل خاص سے نواز دیتے ہیں۔

صنف نازک میں کچھ کمزوریاں ایسی ہیں کہ ان سے عقلاً وشرعاً قطع نظر نہیں ہو سکتی، اس لئے مردوں کو خاص طور سے ایسی ہدایت دی گئی ہیں کہ وہ حدود شریعت کے اندر رہتے ہوئے عورتوں کے جذبات وحقوق کی زیادہ سے زیادہ نگہداشت کریں۔ اور اس معاملے میں بسا اوقات مردوں کے اخلاقی کردار کا بڑے سے بڑا امتحان بھی ہو جاتا ہے جس پر پورا اترنے کے لئے بڑے عزم اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مازال جبریل یوصینی بالنساء حتی ظننت انہ سیحرم طلاقھن

ترجمہ: حضرت جبرئیل نے عورتوں کے بارے میں مجھے اس قدر نصائح پہونچائیں کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید ان کو طلاق دینا حرام ہی قرار پا گیا یعنی جبکہ ان کی ہر برائی پر صبر ہی کرنا ہوگا۔ تو پھر طلاق کا کیا موقع رہے گا۔

ماخوذ از
(انوار الباری شرح صحیح بخاری)

بقیہ: انسانیت کی اہم ضرورت

دروازے کھلے ہوتے تھے اور حرب وضرب باہمی کے جرائم گویہ میں سرائیت کیے ہوئے تھے جس سے ایک طبقہ دوسرے طبقے سے کسی وقت بھی مامون اور مطمئن نہ رہ سکتا تھا ایک طبقہ کی زندگی اجیرن تھی گویا وہ پیدا ہی اس پستی کے لیے کیا گیا ہے۔

پس نسبی تفوق، اخوت سے ختم ہو جاتا ہے اور قانونی تفوق مساوات سے جاتا رہتا ہے اور اخوت اور مساوات انسانی اسلام ہی کا خاص اصول ہے۔

آخری قسط

زندگی ایک جہادِ مسلسل

محترم ملک احمد سرور

ایک ہندو نوجوان کا مسلمانوں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔ ایک تفصیلی سرگزشت

تھانیدار نے پہلے پیار سے پوچھا کہ تمہیں کس نے ورغلایا ہے اس مسلے کا نام بتا دو، ہم اس کی ہڈی پسلی ایک کر دیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔

"مجھے میرے دل نے ورغلایا ہے، میرے رب نے ورغلایا ہے اور مجھے سچائی نے ورغلایا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تھانیدار صاحب! اس معصوم بچے پر مسلوں نے جادو کر دیا ہے۔ یہ رام چندر نہیں اس کے اندر کوئی مسلا بول رہا ہے۔" ایک ہندو نے آواز لگائی۔

تھانیدار پھر پیار سے پوچھنے لگا۔ "دیکھو بیٹا! ہم جانتے ہیں کہ یہ مسلے بڑے چالاک اور مکار ہوتے ہیں۔ ہمارے بچوں کو بے وقوف بنا لیتے ہیں تم ابھی بچے ہو۔ اور سیدھے سادے ہو، تم اس عمر میں ان کی چالاکیوں کو نہیں سمجھ سکتے اگر تمہیں مسلوں نے روپے پیسے کا لالچ دیا ہے تو وہ بھی بتا دو۔"

مجھے کسی مسلمان نے روپے پیسے کا لالچ نہیں دیا۔ میں نے اسلام کو سچائی جان کر قبول کیا ہے میں نے کہا۔

"دیکھو بیٹے! ان مکار مسلوں کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، یہ تمہیں تنہا چھوڑ دیں گے۔ اور کسی مصیبت میں تمہارا ساتھ نہ دیں گے، مصیبت کے وقت ہمیشہ اپنے بہن، بھائی ہی کام آتے ہیں، اس لیے تم بھگوان سے معافی مانگ لو بھگوان بہت اچھے ہیں وہ تمہیں معاف کر دیں گے۔ پنڈت جی اور ہم سب مل کر بھگوان سے تمہارے لیے معافی کی پرارتھنا کریں گے اگر بھگوان کو تم نے جلد راضی نہ کیا تو ان کا غصہ تمہیں تباہ کر دے گا۔" تھانے دار نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں نے جواب دیا: "میں تمہارے کسی بھگوان کو نہیں مانتا اور مجھے تمہارے کسی بھگوان کی خوشی اور ناراضگی کی پرواہ ہے۔ تمہارے بھگوان اپنے اوپر بیٹھی ہوئی مکھی کو تو اڑا نہیں سکتا، میرا کیا بگاڑے گا؟ میری زندگی اور موت صرف میرے اللہ کے لیے ہے مجھے صرف اس کی خوشی اور ناراضگی کی فکر دامن گیر ہے اور میں صرف اسی سے ڈرنے والا ہوں۔"

میرا یہ جواب سن کر تھانے دار اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے متعصب ہندو سیخ پا ہو گئے زنانے کا تھپڑ میرے منہ پر پڑا اور میں گر پڑا۔

"ذلیل کمینے! ہمارے سامنے ہمارے بھگوان کی شان میں گستاخی کرتا ہے میں تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دوں گا۔" تھانے دار چیخا۔

مجھے زمین پر لٹا دیا گیا اور ڈنڈوں سے پٹائی شروع ہو گئی۔ تشدد ناقابل برداشت تھا۔ میں ذہنی طور پر اس تشدد کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ یہ میرے ایمان کی آزمائش کا وقت تھا۔ یہ وہی آزمائش کی بھٹی ہے جس میں سے حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت خبیبؓ جیسے صحابی گزر کر سونا بنے تھے۔ ان عظیم ہستیوں کے واقعات جعفر مجھے سنا چکا تھا۔ مشرکین مکہ کے مظالم اور صحابہ رسول کی استقامت مجھے یاد تھی۔ مجھے آج انہی کی سنت پر چلنا تھا مجھے سورۃ العنکبوت میں دیا جانے والا خدا کا یہ حکم بھی یاد تھا جو میں نے کسی کتاب میں پڑھا۔

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ ضرور یہ معلوم کر کے رہے گا کہ (دعویٰ ایمان میں) سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔"

مجھے اپنی سچائی کو ثابت کرنا تھا اس لیے میں نے اپنے اللہ سے استقامت کی دعا کرتے ہوئے کہا "اے اللہ! میں کمزور ہوں، اس ظلم و تشدد کے مقابلے میں مجھے ثابت قدم رکھنا جس طرح تو نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی، اب اسی طرح کی سچائی کی شہادت کی توفیق بھی دینا۔"

مشرکین مکہ اگر ۳۶۰ بتوں کی پوجا کرتے تھے تو یہاں بھی مشرک اور کافر ہندو ہزاروں بتوں کی پوجا کرتے ہیں بلکہ ان کافروں نے تو گائے اور ہنومان (بندر) کو بھی دیوتا کا درجہ دے رکھا ہے۔ ایک بات اور مشترک تھی کہ دونوں ظالم اور ہٹ دھرم تھے۔

ہر چوٹ میری زبان سے آہ کے ساتھ نکلتا "یا اللہ میری مدد کر۔" اللہ کا لفظ سن کر ہندو کے ڈنڈے میں اور زور آ جاتا اور غصے میں اور زیادہ زور سے مارتا۔ تشدد بڑھتا جا رہا تھا۔ میں ڈر رہا تھا کہیں میرا حوصلہ میری ہمت جواب نہ دے جائے۔ جب بھی میری ہمت جواب دینے لگتی تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ میرے ذہن میں گونجنے لگتے۔ "جن لوگوں نے کہا کہ ایک ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی وہاں جو کچھ بھی تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر وہ چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی یہ ہے سامان ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔"

(حٰم السجدہ۔ ۳۰ تا ۳۲)

اس سے مجھے حوصلہ ملتا، پھر ارمیلا کی استقامت بھی میرے سامنے تھی کہ ایک لڑکی ہو کر وہ زندہ جل گئی لیکن اس کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور میں تو لڑکا ہوں۔ یہ سوچ کر میری ہمت بندھ جاتی۔

جس قدر وہ مار سکتے تھے انہوں نے مجھے مارا۔ مجھے آج

بھی یاد ہے کہ جب وہ میرے پاؤں کے تلوؤں پر ڈنڈے مارتے تھے تو ان کی چنگاریاں مجھے اپنی آنکھوں سے نکلتی محسوس ہوتی تھیں۔ اگر میرے اللہ کی مدد میرے شامل حال نہ ہوتی اور وہ مجھے ہمت و استقامت نہ دیتا تو یہ تشدد میں کبھی برداشت نہ کر پاتا۔

مسلمانوں نے مقدمہ دائر کیا۔ جب معائنے کے لیے مجھے ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا تو اس نے مجھے پاگل قرار دے دیا اور اس پر جج نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اس لیے کہ دونوں متعصب ہندو تھے۔ انہیں اپنے فرائض سے زیادہ اپنے مجبور نے بھگوان کی خوشنودی عزیز تھی۔

مجھے ڈیڑھ ماہ تک جیل میں رکھا گیا۔ جب بھی میں کچھ کہنا چاہتا دو دو تین تین ہندو سپاہی مجھے مارنا شروع کر دیتے اور اس وقت تک مارتے جب تک میں بیہوش نہ ہو جاتا۔

بعض اوقات میں مار سے گھبرا جاتا اور شیطان مجھے ورغلانے لگتا کہ بہتر ہے تم دوبارہ ہندو ہو جاؤ۔ یہ بات مجھے اور پریشان کر دیتی۔ میں اللہ کے حضور جھک جاتا اور دست دعا دراز کرتا

"اے میرے پروردگار! ہمارے دلوں کو ہدایت کرنے کے بعد (غلط راستے پر) نہ پھیر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت فرما، بیشک تو ہی دینے والا ہے"۔ (آل عمران)

اور بھی بہت سی دعائیں جو یاد تھیں میں اللہ کے حضور مانگتا رہا۔ ان میں سے دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں ایک تو دعا جو بنی اسرائیل ظالم فرعون کے ظلم سے نجات کے لیے اللہ سے مانگا کرتے تھے۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو ان لوگوں سے نجات دے جو کافر ہیں"۔ (سورۂ یونس)

دوسری دعا کا تعلق بھی فرعون ہی کے ظلم سے ہے اور یہ وہ دعا ہے جو فرعون کے دربار میں جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد اللہ سے مانگی تھی۔

"اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر ڈال دے اور فرمانبرداری کی حالت میں ہم کو موت دے"۔ (سورۂ اعراف)

ڈیڑھ ماہ بعد مجھے ہندوؤں کے حوالے کر دیا گیا۔ ہندوؤں نے پہلے میرے ماں باپ کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی۔ طرح طرح کی لالچ اور دھمکیاں دیں مگر میں کسی طرح بھی دوبارہ ہندو بننے کو تیار نہ تھا۔ تنگ آکر انہوں نے میرے قتل کا منصوبہ بنالیا۔ مجھے اپنا انجام ارمیلا کی طرح نظر آنے لگا۔ میں سوچنے لگا جانے ہندو مجھے کیسی کیسی اذیتیں دے کر قتل کریں گے یا پھر ارمیلا کی طرح مجھے بھی زندہ جلا دیں گے۔ کیا میں یہ سب کچھ برداشت کر پاؤں گا۔ دل کہتا کہ جس نے پہلے والا ظلم و تشدد برداشت کرنے کی ہمت دی تھی وہی اللہ آئندہ بھی برداشت کرنے کی توفیق دے گا۔

میں نے ہندوؤں کے قبضے سے بھاگنا چاہا مگر انہوں نے مجھے پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ یہ مار اب میرے لیے کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ پچھلے ڈیڑھ ماہ سے میرے ساتھ یہی سلوک ہو رہا تھا۔ آج بھی متعصب ہندو بھوکے کتوں کی طرح مجھ پر پل پڑے۔ کوئی بال کھینچ رہا تھا کوئی ٹھڈے مار رہا تھا کوئی ڈنڈوں سے مار رہا تھا۔ اور کوئی گالیاں دے رہا تھا۔ ان سب اپنوں اور بیگانوں میں صرف ایک میری بھابھی مایا تھی جو مجھے ان خونیں ہندوؤں سے بچانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ گاؤں کے مسلمان بھی بے بس تھے۔ پولیس کے خوف سے وہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔

دور دور سے پنڈت اشکار اور سادھو آئے ہوئے تھے اور وہ ہر حالت میں مجھے ہندو بنانا چاہتے تھے۔ مجھے اس قدر مارا گیا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو میرے پاؤں میں موٹی سی رسی بندھی ہوئی تھی اور مجھے گھسیٹتے ہوئے شنکر مندر کی طرف لیجایا جا رہا تھا۔ آزمائش کے اس لمحے میں ماں، باپ، بھائی، بہن سب میرا ساتھ چھوڑ چکے تھے بلکہ وہ بھی دوسرے ہندوؤں کی طرح میرے خون کے پیاسے بن چکے تھے۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

تحریر: مولانا محمد یوسف امروہی استاذ تفسیر و حدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ امروہہ انڈیا

خلاخدا کرکے سفر کا سلسلہ ختم ہوا اور مسافر نے اپنی منزل مقصود (مدینہ منورہ) پہنچ کر چین کا سانس لیا اور اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس کی نگاہوں کے سامنے گنبد خضرا آگیا باد صبا کے جھونکے اس کے جسم کو لگے اور وہ عجب تازگی محسوس کرنے لگا مسرت و شادمانی کی کیفیت اس پر طاری تھی نشاط و سرور اس کے انگ انگ سے ظاہر ہو رہا تھا اس نے چند روز رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مبارک مدینہ منورہ میں قیام کیا جو یثرب کہلاتا ہے لیکن حضرت آمنہ بنت وہب کے دُرِّ یتیم نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی وجہ سے یہاں کی ہر چیز جلوہ بن گئی۔ قیام مدینہ منورہ کے دوران لوگ اس سے ملاقات کرنے کے لیے آئے تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مدینہ طیبہ میں اب کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس نے کسی صحابی کی صحبت پائی ہو؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں ابو حازمؒ ایسے شخص ہیں، یہ آنے والا شخص چونکہ سلیمان ابن عبدالملک خلیفہ تھا لہٰذا اس نے اپنا آدمی بھیج کر ابو حازمؒ کو بلوالیا۔ جب وہ تشریف لائے تو سلیمان نے کہا کہ اے ابو حازم! یہ کیا بے مروتی اور بے وفائی ہے۔؟ ابو حازم نے فرمایا آپ نے میری کیا بے مروتی اور بے وفائی دیکھی ہے؟ سلیمان نے کہا کہ مدینہ منورہ کے سب مشہور لوگ مجھ سے ملنے آئے لیکن آپ مجھ سے ملاقات کو نہیں آئے۔ ابو حازم نے فرمایا اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کوئی ایسی بات کہیں جو واقعہ کے خلاف ہے۔ آج سے پہلے نہ آپ مجھ سے واقف تھے اور نہ میں نے کبھی آپ کو دیکھا تھا۔ ایسے حالات میں خود ملاقات کے لیے آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بے وفائی کیسی؟ سلیمان نے یہ جواب سن کر حضرت ابن شہاب زہریؒ اور حاضرین مجلس کی طرف التفات کیا، امام زہریؒ نے فرمایا کہ ابو حازمؒ نے صحیح فرمایا آپ نے غلطی کی۔

اس کے بعد سلیمان نے رخ سخن بدل کر کچھ سوالات شروع کیے اور کہا اے ابو حازم! یہ کیا بات ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں آپ نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی آخرت کو ویران اور دنیا کو آباد کیا ہے اس لیے آبادی سے ویرانہ میں جانا پسند نہیں، سلیمان نے تسلیم کیا اور پوچھا کہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟ فرمایا کہ نیک عمل کرنے والا تو باری سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے اس طرح

وہ مجھے گھسیٹتے گھسیٹتے رہے، میری ساری پشت شدید زخمی ہو چکی تھی راستے میں کبھی بے ہوش ہو جاتا اور کبھی ہوش میں آ جاتا۔ معلوم نہیں وہ اس قدر اذیت دیکر مجھے کیوں قتل کرنا چاہ رہے تھے۔ وہ مجھے اریسا کی طرح آگ کیوں نہیں لگا دیتے تاکہ جلد جل کر مر جاؤں اور اس قدر اذیت سے جان چھوٹ جائے۔ شاید ارد گرد کے دیہات میں جو شودر اور ہریجن مسلمان ہوئے تھے "ان سب کا بدلہ مجھ سے لے رہے تھے۔ میں ایک بے بس شکار کی طرح ان کے قابو میں آ چکا تھا اور ہر کوئی مجھے نوچ رہا تھا۔ قہقہے لگائے جا رہے تھے اور میرے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی گندی گالیاں دی جا رہی تھیں۔

اس اذیت کا میں نے تصور بھی نہیں کیا تھا جو اسلام قبول کرنے کے جرم میں مجھے دی جا رہی تھی۔ تکلیف سے میرا بُرا حال تھا راستے میں کنکر اور کانٹے میرے جسم میں چبھتے جا رہے تھے میں اللہ سے دعا مانگنے لگا — یا اللہ میری موت کو آسان کر دے اور میری زندگی کا خاتمہ ایمان پر کرنا۔ یا اللہ مجھے اس اذیت سے نجات دلا۔"

اس حالت میں بھی جب میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تو مجھے سکون محسوس ہوتا اور یوں لگتا جیسے مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں۔

شنکر مندر ہمارے گاؤں سے تقریباً سوا کلو میٹر ہے۔ گھوس کے قریب تدول گاؤں ہے۔ تدول اور جھیرا گاؤں کے بیچ میں ایک جنگل ہے اور وہیں جنگل میں یہ مندر ہے۔ مندر کے سامنے ایک تالاب ہے اس کا نام مرگھواں تالاب ہے اس کے کنارے شمشان گھاٹ ہے۔ جہاں ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔

میرا خیال تھا کہ اب ہندو مجھے یہاں زندہ جلا دیں گے اللہ سے ملاقات کی خوشی میں ایک لہر سی میرے پورے جسم میں دوڑ گئی۔ میں اپنے آپ کو اس دنیا سے بہت دور دوسری دنیا میں دیکھنے لگا، موت کا منظر، مرنے کے بعد کیا ہوگا جو کتاب پڑھی تھی، اس کا بیان کردہ ایک منظر میرے ذہن میں گھومنے لگا اللہ کے حضور میرے دل سے دعا نکلنے لگی۔

"یا اللہ! دوزخ سے بچانا، قبر کا حساب آسان کرنا، اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرنا اور اپنے دیدار کی سعادت بخشنا!"

مندر میں لے جا کر میرے کپڑے اتار کر جلا دیے گئے اور پیلے رنگ کی دھوتی پہنا دی گئی۔ راکھ لا کر میرے بدن پر مل گئی اور ماتھے پر تلک لگایا گیا۔ انہوں نے میرا سر منڈا دیا اور چٹیا (بودی) چھوڑ دی، سور کے دو بچے لائے گئے۔ ان کو قتل کر کے ان کے خون سے مجھے غسل دیا گیا پھر پنڈت آیا جس کا نام کشٹا شرد ستاگی، وہ رامائین پڑھنے لگا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ ہندو مجھے زندہ جلانے سے پہلے اپنی مذہبی رسومات ادا کر رہے ہیں۔ ان سب رسومات کو دیکھ کر میں اللہ سے عرض کرنے لگا کہ یا اللہ میرا ان رسومات سے کوئی تعلق نہیں، تو جانتا ہے کہ میں یہاں بے بس ہوں، اس لیے مجھے معاف کر دینا۔

میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ کشٹا مکمل کرنے کے بعد پنڈت نے اعلان کیا کہ محمد علی اب رام چندر ہو گیا ہے۔ یہ اعلان سن کر ہندو خوشی سے ناچنے لگے۔ مٹھائی تقسیم کی گئی اور ہندو ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

میرے لیے یہ فیصلہ غیر متوقع ہی نہیں بلکہ تکلیف دہ تھا۔ مرنے کے لیے میں تیار ہو چکا تھا اور ہندو جس طرح کی زندگی مجھے دینا چاہتے تھے وہ مجھے قبول نہیں تھی۔ میں رام چندر بن کر ایک لمحہ بھی گزارنا نہیں چاہتا تھا اور محمد علی بن کر ہزار بار بھی موت کو گلے لگانے کو تیار تھا میرے لیے زندگی کے یہ لمحات پہلی تمام اذیتوں سے بھی زیادہ اذیت ناک تھے، ان کی مبارکبادیں اور خوشی کے قہقہے میرے سینے میں خنجر کی تیز نوک بن کر چبھ رہے تھے۔ میں زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا اور اعلان

جائے گا جیسا کوئی مسافر اپنے سفر سے واپس آ جانے کے بعد اپنے اہل و عیال کے پاس جاتا ہے اور بُرے اعمال کرنے والا اس طرح پیش ہوگا جیسے کوئی آبق (بھاگا ہوا) غلام آقا کے پاس حاضر کیا جائے۔

سلیمان ابن عبدالملک یہ سُن کر رو پڑے، آنسوؤں کی لڑیاں اُن کے رُخساروں پر بہہ پڑیں اور کہنے لگے کہ کاش ہمیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا صورت تجویز کر رکھی ہے! ابو حازمؒ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو قرآن کریم پر جو سراسر ہدایت و ارشاد ہے پیش کیجئے تو پتہ لگ جائے گا۔

سلیمان نے سوال کیا کہ قرآن حکیم کی کس آیت کریمہ سے پتہ لگے گا فرمایا اس آیتِ مقدسہ سے: ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم ۰

یعنی بلاشبہ نیک عمل کرنے والے جنت کی نعمتوں میں ہیں اور نافرمان دوزخ میں، سلیمان نے کہا کہ اللہ رب العزت کی رحمت بڑی ہے وہ فاجر، فاسق اور بدکاروں پر بھی حاوی ہے فرمایا: ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک عمل کرنے والوں سے قریب ہے۔

سلیمان نے پوچھا اے ابو حازم! رب ذوالجلال کے بندوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا وہ لوگ جو مروت اور عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔

پھر پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی حرام چیزوں سے بچنے کے ساتھ۔

پھر دریافت کیا کہ کونسی دُعا زیادہ قبول ہے؟ تو فرمایا کہ جس شخص پر احسان کیا گیا اس کی دُعا اپنے محسن کے لیے زیادہ قبول ہوتی ہے، پھر سوال کیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا کہ مصیبت زدہ سائل کے لیے باوجود اپنے افلاس و فقر کے جو کچھ ہو سکے اس طرح خرچ کرنا کہ نہ اس سے پہلے احسان جتائے اور نہ ٹال مٹول کر کے تکلیف پہنچائے۔

پھر دریافت فرمایا کہ کلام کون سا افضل ہے؟ تو فرمایا کہ جس شخص سے تم کو خوف ہو یا جس سے تمہاری کوئی حاجت ہو اور امید وابستہ ہو اس کے سامنے بغیر کسی رعایت کے حق بات کہنا۔

پھر سوال کیا کہ کونسا مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار ہے؟ فرمایا وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت کام کیا ہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی ہو۔

پھر پوچھا کہ مسلمانوں میں کون شخص احمق ہے؟ فرمایا وہ آدمی جو اپنے کسی بھائی کی اس کے ظلم میں مدد کرے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اس نے دوسرے کی دنیا درست کرنے کے لیے اپنا دین بیچ دیا سلیمان نے کہا کہ آپ نے صحیح فرمایا۔

اس کے بعد سلیمان نے اور واضح الفاظ میں دریافت کیا کہ ہمارے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابو حازم نے فرمایا کہ مجھے اس سوال سے معاف رکھیں تو بہتر ہے سلیمان نے کہا نہیں آپ ضرور کوئی نصیحت فرمائیں۔

ابو حازم نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ کے آباء و اجداد

باقی صہ ۳۶ پر

کر دیا۔

"ہندوؤ! اب تم لوگ مجھے دوبارہ ہندو نہیں بنا سکتے۔ میں خدائے واحد کو چھوڑ کر پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہو سکتا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمانوں کے پاس جانے دو۔"

یہ کہنا تھا کہ انہوں نے پھر مجھے مارنا شروع کر دیا۔ وہ وقفوں وقفوں سے مارتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی۔

رات کو انہوں نے مجھے مندر کے اندر بند کر دیا اور تالے لگا کر سارے ہندو اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مندر میں بند کرتے وقت پنڈت نے کہا: "تم بھگوان کے دشمن ہو، تم بھگوان کی شکتی کے منکر ہو، تم ہمارے دیوتاؤں کو برا کہتے ہو۔ آج رات بھگوان کی کرپا (طفیل) سے جن اور بھوت تمہیں کھا جائیں گے۔"

"اگر رام چندر ہوتا تو شاید کھا جاتے مگر خدائے وحدہ لا شریک کی قسم میں اب محمد علی ہوں۔ جن بھوت میرا نام سن کر ہی خاک ہو جائیں گے۔" میرے منہ سے نکلا۔

مندر میں کالی ماتا گلے والی کا خوفناک بت تھا۔ اس کے علاوہ گنیش اور سری کرشن کے بت تھے۔ گائے ماتا کے بت تھے۔ رات کے سناٹے میں میں مندر کے "تنہا تھا اور ایک خوفناک منظر تھا۔ اگر مسلمان ہونے سے پہلے مجھے یہاں ایسی رات گزارنا پڑتی تو شاید خوف کے مارے میں چند لمحوں میں مر جاتا۔ لیکن اب تو مجھے اپنے خدا پر کامل یقین تھا کہ یہ پتھر کے بت اور مٹی کے بت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، لیکن اس کے باوجود دل میں ایک خوف تھا۔ آخر ساری زندگی ان بتوں کو بھگوان سمجھ کر پرستش کرتے ہوئے اور ان کے مافوق الفطرت کارناموں کے سینکڑوں من گھڑت قصے سنتے ہوئے گزاری تھی، اس لیے اب بھی لاشعور میں ان کا خوف باقی تھا۔ شاید اس خوف کو ذہن سے نکالنے کے لیے ہی میرے اللہ نے مجھے یہاں بند کرایا تھا۔ اس خوف کو دور کرنے کے لیے میں ساری رات اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ جو آیات اور دعائیں یاد تھیں وہ پڑھتا رہا۔

میری پشت شدید زخمی تھی، اس لیے رات کو چت لیٹ کر نہیں سو سکتا تھا۔ ویسے بھی درد کی ٹیسیں پورے جسم سے اٹھ رہی تھیں اور رواں رواں دکھ رہا تھا۔ جانے رات کو کس وقت اور کس طرح اللہ نے نیند دے دی اور شدید تکلیف میں اس نیند سے اللہ تعالیٰ بعد میں بھی مجھے نوازتا رہا۔

دوسرے دن سارے ہندو مجھے زندہ دیکھ کر حیران رہ گئے مگر ان بت پرستوں کی قسمت میں مہر لگ چکی تھی اس لیے یہ سب کچھ دیکھ کر بھی وہ حق کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ تسلیم کر لیتے کہ مٹی اور پتھر کے بھگوان کسی شکتی یا طاقت کے مالک نہیں ہوتے اور نہ وہ کسی انسان کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، الٹا کہنے لگے: "ہمارا بھگوان رحم دل ہے وہ تمہیں سیدھے راستے پر آنے کا مزید موقع دینا چاہتا ہے، چنانچہ اس نے تجھے جنوں اور بھوتوں سے بچائے رکھا۔ اسلئے ہم تم سے کہتے ہیں کہ جتنی جلدی ہو سکے ہندومت کو دوبارہ قبول کر لو۔ اگر تم نے ہندومت کو جلدی قبول نہ کیا تو پھر بھگوان کی ناراضگی تمہیں بھسم کر کے رکھ دے گی۔"

میں ان کی بات سن کر ہنسا کہ پتھر کے بتوں میں بھی دل ہے اور وہ بھی رحم دل ہیں۔ میں نے ان سے کہا: "تمہارے یہ مٹی اور پتھروں کے بھگوان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہاں اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں جلنا چاہتے تو اسلام قبول کر لو۔"

ایک دفعہ پھر مجھ پر تشدد شروع ہو گیا۔ میں سوچنے لگا کہ ان ظالموں سے مجھے بچانے والا یہاں کوئی نہیں لیکن دل نے اس کی تردید کرتے ہوئے گواہی دی کہ میرا اللہ تو سب کچھ دیکھ اور سن رہا ہے اور اللہ سے بڑا محافظ بھلا کون ہو سکتا ہے

"بے شک اللہ تمہارا مولا ہے اور کیسا اچھا مددگار۔"

پچھلے چوبیس گھنٹے سے میں نے کچھ نہیں کھایا تھا اور نہ مجھ کو کچھ دیا گیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ اس نے بھوک برداشت کرنے کی ہمت دی ہوئی تھی۔ میرے ماں باپ اور بہن بھائی تو دوسرے ہندوؤں کے ساتھ مل کر مجھے مار ڈالنے پر تلے ہوئے تھے۔ ایک میری بھابی ہی بیچاری تھی جس نے مجھے گھر میں بھی ان ظالموں سے بچانے کی کوشش کی تھی اور پھر جیل سے بھی رہائی کے لیے اس نے رات دن ایک کر دیا تھا۔ اب بھی اس نے بڑی منتوں اور خوشامدوں سے ان پنڈتوں اور پجاریوں سے میرے لیے کھانا لانے کی اجازت لی تھی۔ جانے اس کے لیے اس نے کیا کیا جھوٹ بولے ہوں گے۔ میری اس حمایت پر میرے بھائیوں سے اسے مار بھی پڑی تھی۔ لیکن جس طرح اس نے میرا ساتھ دیا وہ کبھی نہیں بھلا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے ایک رحم دل بہن اور پیار کرنے والی ماں کا حق ادا کیا۔ وہی صبح شام مندر میں کھانا لے کر آتی۔ مندر کے دن اور راتیں میرے لیے بہت اذیت ناک تھیں۔ زخموں کا درد دن کو چین سے بیٹھنے دیتا نہ رات کو آرام سے سونے دیتا۔ میں اس بت کدے میں دن رات رو رو کر اللہ سے دعا کرتا: "اے اللہ! تو حق ہے، اسلام حق ہے، تیرا رسول بھی برحق ہے۔ اے اللہ! اگر میری زندگی ہے تو پھر مجھے ان ظالم کافروں سے نجات دلا دے، اگر نہیں ہے تو پھر مجھے جلدی اپنے پاس بلا لے۔ کافروں کی مار اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔"

اللہ نے میری دعا قبول کر لی۔ میرے ذہن میں اللہ نے ایک بات ڈالی، مجھے یہاں سے رات میں فرار ہو جانا چاہیے۔

مندر بہت وسیع و عریض تھا اور رات کو یہاں کوئی نہیں ہوتا تھا۔ فرار مشکل ضرور تھا مگر ناممکن نہیں تھا۔ مندر کی دیواریں بہت اونچی تھیں۔ میں نے جائزہ لیا تھا کہ میں بتوں کے اوپر چڑھ کر روشن دان تک پہنچ سکتا ہوں۔ اگر ایک مضبوط رسی مل جائے تو میں اس بت کی گردن سے باندھ کر اور روشن دان کے ذریعے باہر لٹکا کر آرام سے باہر نکل سکتا ہوں۔

میں نے بھابی سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا دینے آئی تو میں نے اپنے منصوبے کا اس سے ذکر کیا۔ منصوبہ سن کر اس نے کہا: "ہائے آپ بھگوان کے سر پر چڑھ کر بھاگیں گے!" لیکن ساتھ ہی اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کو اس مصیبت سے نجات دلانے کیلئے سب کچھ کروں گی۔

رات کو جب وہ کھانا دینے آئی تو اپنی کمر سے باندھ کر ایک رسی لے آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ جہاں تم نے اب تک میری اتنی مدد کی ہے وہاں میرا ایک آخری کام بھی کر دینا، فلاں مسلمان کو پیغام دے دینا کہ میں آج رات یہاں سے بھاگ کر آ جاؤں گا اور وہ مجھے جیل کے درخت کے قریب ملیں۔

بھابی یہاں سے میرے فرار ہونے پر بھی خوش تھی اور افسردہ بھی۔ اس نے جاتے ہوئے کہا: "رام چندر!"

"نہیں بھابی! میرا نام محمد علی ہے۔" میں نے تصحیح کی۔

"چلو محمد علی ہی سہی۔ مجھے تم اپنے سگے بھائیوں سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ مجھے اس بات کا دکھ تو ہے کہ جب تم یہاں سے چلے گئے تو پھر شاید میں زندگی بھر تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں لیکن تمہیں یہاں اس طرح پٹتے بھی تو نہیں دیکھ سکتی۔ تم نے جتنے دکھ اٹھائے ہیں میرے دل پر بھی اتنے ہی زخم لگے ہیں۔ میں راتوں کو تمہارے لیے روتی رہی ہوں۔ میں نے تمہارے بھائی، ماں اور باپ کو بہت سمجھایا مگر میری کوئی نہیں سنتا۔ یہاں

سے جانے کے بعد تم مجھے یاد تو بہت آؤ گے مگر مجھے ایک اطمینان اور خوشی ہے کہ تم اس عذاب سے تو چھوٹ جاؤ گے۔ میری دعا ہے کہ تم جہاں بھی جاؤ بھگوان تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں خوش رکھے۔"

"بھگوان نہیں "اللہ" کہو بھابھی جان!" میں نے کہا تو وہ ہنس کر بولیں! "چلو اللہ ہی کہہ لو!"

اتنی رحم دل بھابھی سے بچھڑنے کا مجھے بھی بہت دکھ ہو رہا تھا۔ وہ جانے لگی تو میں نے سوچا کہ اس مدد پر اس کا شکریہ بھی ادا کر دوں۔ میں نے آواز دے کر اُسے واپس بلایا اور کہا! "بھابی جان! مصیبت میں جب ماں باپ اور بہن بھائی سب ساتھ چھوڑ گئے اور خون کے پیاسے ہو گئے تو میرے اللہ کے بعد صرف تم ہو جس نے میری مدد کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کن الفاظ میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ میں تمہاری یہ شفقت اور محبت زندگی کے آخری سانس تک نہیں بھولوں گا۔ میری خاطر تم نے جس طرح مار کھائی ہے اور تکلیفیں اٹھائی ہیں میں اس احسان کا بدلہ کبھی نہیں اتار سکتا!"

میں نے دیکھا کہ بھابھی کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر چکے تھے اور وہ دوپٹے سے انہیں پونچھ رہی تھی۔ میری آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ اس نے کچھ کہنا چاہا مگر ان کی آواز سسکیوں میں دب کر رہ گئی اور وہ روتی ہوئی چلی گئی۔

کالی ماتا کی پتھر کی لمبی زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ میں نے رسی اس کی زبان سے باندھی اور روشن دان سے باہر نکال دی۔ میں اس کام سے فارغ ہوا تو یکلخت میرے ذہن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد آ گیا۔ جب شہر کے لوگ باہر میلے میں گئے ہوئے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے میں داخل ہو کر کسی بت کا سر اڑا دیا کسی کا کان، کسی کی ناک اور کسی کے ہاتھ۔ میں نے سوچا کیوں نہ میں بھی اس بت خانے کا وہی حشر کر کے سنت ابراہیمی کا ثواب کماؤں۔

میرا جسم زخموں سے چور چور تھا زخم خراب ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود میں نے سنت ابراہیمی کی یاد تازہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے مندر کے اندر لگے ہوئے پوسٹر پھاڑ دیئے اور ایک اینٹ اٹھا کر بتوں کا حلیہ بگاڑنے لگا۔ اور کسی کی ناک کسی کا ہاتھ کسی کا کان اور کسی کی آنکھ ضائع کر دی۔

مرغا کی اذان سے میں نے وقت کا اندازہ لگایا اور رسی کے ذریعے روشندان کے باہر کود گیا مسلمان پیپل کے قریب میرا انتظار کر رہے تھے۔ میرے جسم پر صرف ایک دھوتی تھی۔ میں نے اپنے اوپر گزرنے والے حالات سے مختصراً مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے کار میں سوار کیا اور جونپور کے مدرسہ ریاض العلوم" میں لے آئے۔ جونپور ہمارے گاؤں سے ۱۰۰ کلو میٹر دور ہے۔ مولانا حلیم صاحب وہاں کے مہتمم تھے ہم لوگ کچھ دیر ان کے پاس رہے اور پھر مولانا صاحب کے حکم کے مطابق بمبئی روانہ ہو گئے۔

بمبئی میں حاجی شمس الدین کے پاس قیام کیا۔ یہ بھی میرے گاؤں کے رہنے والے اور ہمسایہ تھے۔ حاجی صاحب دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ ان کا بمبئی میں بہت بڑا کاروبار ہے۔ وہ جمعیت العلماء ہند کے اہم عہدیدار بھی ہیں اور جلسہ کا بج مدنپورہ کی انتظامیہ کے بھی سیکریٹری ہیں۔

میں شدید زخمی تھا۔ مجھے فوراً ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا میری پشت کی کھال سے کئی آپریشنوں کے بعد سینکڑوں کنکریاں اور کانٹے نکالے گئے جو گھسیٹنے کے دوران میں میری کھال میں چبھ چکے تھے۔ چھ/۶ ماہ تک میں ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ اس دوران میں میرے ختنے بھی ہو گئے۔

حاجی صاحب کے پاس میں تقریباً ایک سال رہا اس کے بعد مجھے دارالعلوم امدادیہ بمبئی میں داخل کرا دیا گیا۔ یہاں میں تین سال تک رہا۔ ان تین برسوں میں ابتدائی اردو، قرآن ناظرہ اور درجہ اولیٰ کا امتحان پاس کیا۔

اس دوران میں مجھے اپنی بھابھی کی یاد آتی رہی لیکن اس سے جا کر مل نہیں سکتا تھا بعد میں پتہ چلا کہ گھر والے بھی مجھے تلاش کرتے رہے۔ کیونکہ مجھے دوبارہ ہندو بنانے کی ان کی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن مجھے پتہ چلا کہ حاجی صاحب بمبئی سے گاؤں جا رہے ہیں۔ میں نے اپنی بھابھی کے نام انہیں ایک رقعہ دیا اور تاکید کی کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

گھر والوں کو نہ جانے کس طرح میرا پتہ چل گیا اور وہ مجھے پکڑنے کے لیے دوسرے ہندوؤں سمیت بمبئی آ پہنچے۔ ان کے ایماء پر پولیس مدرسہ اور حاجی صاحب کے گھر بار بار چکر لگاتی رہی۔ یہ صورت حال دیکھ کر حاجی صاحب نے دوسرے علماء سے میرے بارے میں مشورہ کیا کسی نے مشورہ دیا کہ سعودی عرب بھیج دیا جائے اور کسی نے کہا ایران۔ آخر فیصلہ ہوا کہ پاکستان سب سے اچھا رہے گا اور وہاں ضیاء الحق جیسا دین دار اور خدا ترس حکمران بھی ہے۔ جو کسی مشکل وقت میں ایک نومسلم کی مدد بھی کر سکتا ہے۔ اس طرح ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء کو میں پاکستان آیا مولانا عبداللہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میرے سرپرست مقرر ہوئے اور اسلام آباد ہی میں میں نے دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔

مولانا عبداللہ صاحب نے شہید صدر ضیاء الحق سے بھی میری ملاقات کرائی۔ اسلام آباد ہوٹل میں علماء و مشائخ کی کانفرنس تھی۔ میں بھی اس میں شریک تھا۔ مولانا مجھے صدر صاحب کے پاس لے گئے اور میرے بارے میں بتایا۔ صدر پاکستان میرے اسلام قبول کرنے کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ میں نے پاکستانی نیشنلٹی کی بات کی تو انہوں نے فوراً رقعہ لکھ دیا۔

مولانا عبداللہ صاحب کا تعلق حرکت الجہاد الاسلامی العالمی سے بھی ہے۔ مذکورہ بالا کانفرنس میں میں نے علماء اور حرکت الجہاد کے لوگوں کو جہاد افغانستان پر بحث کرتے سنا۔ ان کی باتیں سن کر مجھے بھی جہاد افغانستان میں دلچسپی ہوئی اور میرا دل میدان جہاد میں جانے کے لئے بے قرار ہونے لگا۔ جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی۔

اس شوق کی تکمیل میں میں نے ۱۹۸۶ء میں افغانستان کی طرف سفر کیا۔ صوبہ پکتیا میں الفتح غنڈہ کے قریب فیض پوسٹ پر قیام ہوا۔ سرفراز صاحب ہمارے کمانڈر تھے۔ میں یہاں سولہ دن رہا۔ اس دوران میں اسلحے کی ابتدائی ٹریننگ لی اور جاجی چھاؤنی پر حملے میں بھی شریک ہوا۔ دوسری دفعہ جمعیتہ المجاہدین کے امیر مولانا مسعود احمد کاشمیری کے ساتھ خوست کے قریب باڑی کے علاقے میں گیا۔ یہاں ایک ہفتہ رہا اور لڑائی میں شرکت بھی کی۔ اس لڑائی میں ایک بارودی سرنگ سے مولانا مسعود صاحب کی ٹانگ اڑ گئی۔ خون فوارے کی طرح بہنے لگا۔ لیکن وہ اللہ کا بندہ اپنی زندگی کے آخری سانسوں میں بھی ہمیں جہاد کی تلقین کرتا رہا۔ آدھ گھنٹے کے بعد وہ شہید ہو گئے۔ اسی معرکے میں ایک مجاہد عبدالستار افغانی کا بھی پاؤں شدید زخمی ہو گیا۔ ٹانگ کاٹنے کو کہا تو اس نے خود ہی اپنی پنڈلی جو تھوڑے گوشت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ کھینچ کر علیحدہ کر دی بروقت طبی امداد نہ ملنے اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے یہ بھی شہید ہو گئے۔ میں صوبہ پکتیکا میں اورگن اور خوست کے قریب ماشری کنڈو کے محاذ پر بھی گیا۔ باڑی کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

از: تاج انصاری

اورنگزیب عالمگیرؒ

ایک غیر متعصب بادشاہ

آج سے تقریباً چالیس پچاس سال پہلے کی بات ہے کہ میرے ایک شکاری دوست نے برسبیل تذکرہ مجھے ایک روز بتایا کہ ان کے پڑوس میں کمہاروں کا گھر ہے۔ ان کے پرانے بوسیدہ مکان میں ایک کمرہ ایسا ہے جسے وہ لیپ پوت کر رکھتے ہیں اندر جانا ہوتا ہے تو جوتا چپل باہر اتار کر ننگے پاؤں بڑے ادب سے کمرے میں داخل ہوتے ہیں۔ میں نے حیرت سے دریافت کیا وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ میرا دوست کہنے لگا کہ یہ لوگ بڑی عجیب و غریب داستان سناتے ہیں کہ اس کمرے میں ہندوستان کا بادشاہ شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب چند گھنٹے کے لیے ٹھہرا تھا۔ یہ بات سن کر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ میں نے اپنے دوست سے کہا ان کمہار حضرات سے بادشاہ کا کیا رشتہ تھا۔ میرا دوست بھی ہنستا ہے اور ہم ان کمہار کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنے شکاری دوست کے یہاں میرا بہت آنا جانا تھا۔ ایک دن جب میں ان کے یہاں گیا تو اس نے مجھے سنجیدگی سے بتایا۔ اس کمہار کی بات میں صداقت معلوم ہوتی ہے۔ تب اس نے ساری کہانی کہہ سنائی۔ کمہار نے میرے دوست کو بتایا کہ دلی کے بادشاہ کا نائب جسے صوبیدار کہتے ہیں بحیثیت حاکم پنجاب رہتا تھا۔ اس کا ایک اور نائب تھا وہ صوبہ پنجاب کا وقتاً فوقتاً دورہ کیا کرتا تھا۔ جب وہ لدھیانہ کے دورے پر آیا تو اس زمانے میں یہ شہر بہت چھوٹا سا تھا آج کل جو چوڑا بازار ہے یہی سب سے بڑا اور تنہا بازار تھا جو سڑک چوڑا بازار سے جمال پور کی طرف جاتی ہے۔ اس کے آخری کنارے پر کمہاروں کے کچھ گھر تھے جب سامان اور حاکم کی سواری اس طرف سے گزر رہی تھی تو عورتیں اور بچے اور جوان لڑکیاں ایک منزلہ مکان پر آگئیں۔ کمہار کی ایک خوبصورت لڑکی جلوس دیکھنے والی عورتوں میں آگے کھڑی تھی اچانک حاکم نے لڑکی کو دیکھا تو وہ بدنیت ہو گیا۔ جلوس گزر گیا اور شہر سے باہر کچھ فاصلے پر جاکر رک گیا اور حاکم نے وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ اپنے معتمد کو حاکم نے موقع پر ہی لڑکی کے گھر کا پتہ لینے کے لیے اتار دیا تھا۔ قصہ مختصر کہ لڑکی کے باپ کو بلا لیا گیا اور حاکم نے اس لڑکی کا رشتہ مانگا۔ کمہار تھا تو غریب مگر غیرت مند تھا۔ اس نے انکار کر دیا۔ ڈانٹ ڈپٹ پر بھی کمہار نہ مانا تو اس حاکم نے اپنا آخری یک طرفہ فیصلہ سناتے ہوئے کمہار سے کہہ دیا کہ ہم آج سے ٹھیک ایک ماہ بعد آئیں گے لڑکی کو تیار رکھنا۔ اس عرصے میں اپنی رائے بھی درست کر لینا اور نیک دن بھی سوچ لینا۔ یہ نادر شاہی حکم سن کر بیچارہ کمہار نہایت آزردہ خاطر ہو کر گھر لوٹ آیا۔ بیوی نے پوچھا اتنے اداس اور افسردہ کیوں ہو؟ حاکم نے تمہیں کیا کہہ دیا ہے خیر تو ہے؟

جب کمہار نے بیوی کو حقیقت سے آگاہ کیا تو اس بیچاری نے بھی سر پیٹ لیا۔ دو چار دن میاں بیوی غم و اندوہ میں کھوئے کھوئے سے رہے۔ آخر ایک روز کمہار کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا۔ سنا ہے دلی کا بادشاہ بڑا نیک دل اور منصف مزاج ہے غریبوں کی فریاد سنتا ہے اس کے دربار میں ہر مظلوم شخص فریاد کر سکتا ہے۔ وہ فریادی کو نہیں لوٹاتا۔ تم اس کے پاس دلی چلے جاؤ۔ اور انہیں بتاؤ کہ ہم ہندو ہیں۔ آپ کا نائب حاکم جو مسلمان ہے۔ ہمارا دھرم بھرشٹ کر کے ہماری معصوم کنواری بیٹی کو اپنی بیگم بنانا چاہتا ہے۔ یہ بڑا ظلم ہے۔ ہمیں اس ظلم سے بچاؤ۔ پہلے تو کمہار کو دلی جانے کا حوصلہ نہ ہوا مگر بیوی کے اصرار پر مان گیا اور رخت سفر باندھ کر پیدل چل پڑا۔ مختصر یہ کہ کمہار دلی پہنچا اور عالمگیر کے دربار میں حاضر ہوا۔ رو رو کر اپنی بپتا سنا ڈالی۔ کمہار کی درد بھری فریاد سن کر عالمگیر کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ شریف النفس اور منصف مزاج بادشاہ نے مظلوم کو تسلی دی اور فرمایا تمہاری بیٹی ہماری بیٹی ہے۔ جس روز ظالم کارندے نے تمہارے گھر آنے کا وعدہ کیا ہے، ہم اس کے آنے سے قبل تمہارے گھر میں موجود رہیں گے۔ تسلی رکھو۔ تمہاری آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ عالمگیر نے کمہار کے گھر کا اتہ پتہ اور نقشہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا اور اسے واپس بھیج دیا۔ کمہار خوشی خوشی گھر واپس لوٹ آیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تم نے سچ کہا تھا واقعی ہمارا بادشاہ بڑا منصف مزاج اور خدا ترس ہے۔ اس نے ٹھیک وقت پر ہمارے گھر آنے کا وعدہ کیا ہے۔

بیوی خوش ہو گئی حاکم کے آنے میں چند روز باقی رہ گئے تو کمہار کی بے تابی بڑھنے لگی۔ وہ ہر روز شہر سے باہر دلی سے آنے والی شاہراہ پر جا کر کھڑا ہوتا۔ اور رات گئے تک اداس اور مایوس گھر لوٹتا آخری رات میاں بیوی دونوں قطعاً مایوس ہو گئے۔ ان کے دل ڈوبنے لگے۔ کمہار نے بیوی سے کہا۔ بادشاہ کو شاید ہم غریب کی یاد نہ رہی۔ بادشاہ، بادشاہ ہوتے ہیں۔ صبح کیا ہوگا، بیوی! اس مایوسی اور بے چارگی میں ان غریبوں کی رات بے چینی میں گزری۔ صبح ہوئی تو کمہار اور اس کی بیوی کو اپنی تباہی اور بربادی کا ہولناک انجام نظر آنے لگا۔ ادھر عالمگیر واقعی امور سلطنت کی الجھنوں میں ایسے الجھے کہ انہیں وقت پر لدھیانہ پہنچنے کا وعدہ یاد نہ رہا۔ کمہار کی بات ذہن سے اتر گئی وعدے میں ابھی دو دن باقی تھے عالمگیر نماز عشاء سے فارغ ہو کر سوئے ہی تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کمہار ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ وہ شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے ”مسلمان وعدہ کر کے بھول بھی جاتے ہیں“۔ عالمگیر ہڑبڑا کر اٹھا، فاصلے دیکھے اور اس طویل سفر کیلئے کمر بستہ ہو گیا۔ حکم ہوا کہ گھوڑے تیار ہو گئے۔ دہلی سے پشاور تک شیر شاہ سوری کے دور حکومت کی شاہراہ آج بھی موجود ہے جس کے فاصلوں پر پختہ مینار بنائے گئے تھے ہر مینار پر ایک نقارہ ہوتا تھا اور اس کے ساتھ حکومت کی جانب سے ایک عمدہ گھوڑا اور نقارچی موجود ہوتا تھا۔ یہ نقارے ان دنوں ٹیلیفون کا کام دیتے تھے۔ مینار آج بھی جگہ جگہ موجود ہیں۔ دہلی سے آنے والا ایلچی یا شاہی سوار دہلی سے چلتا تو نقاروں پر چوٹ پڑنا شروع ہو جاتی۔ جونہی ایک مینار کے نقارے پر چوٹ پڑتی دوسرے مینار کا اس سے اگلے مینار پر گھوڑا تیار رہتا۔ اس طرح شاہی کارندے برق رفتاری سے پیغام پہنچاتے تھے۔ عالمگیر نے اللہ کا نام لیا اور گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ منزل پر منزل مارتا ہوا جب یہ مجاہد شہنشاہ لدھیانہ سے چند میل کے فاصلے تک پہنچا تو معلوم ہوا کہ منزل اب قریب ہے۔ اور لب سڑک گھنے درخت کے سائے میں گھوڑے سے اتر کر کنویں کا پانی پیا۔ دوپہر ڈھل رہی تھی شہر میں نائب صوبیدار کے آنے کا چرچا تھا۔ کمہار اور اس کی بیوی کا برا حال تھا، معصوم لڑکی کنویں میں ڈوب مرنا چاہتی تھی کہ اچانک ان کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ یہ کون تھا؟ اورنگ زیب عالمگیر جسے دیکھتے ہی کمہار کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے وہ بے اختیار ہو کر ان کے قدموں پر گر گیا۔ اٹھا اور اندر جاکر بیوی کو اطلاع

باقی صفحہ ۳۶ پر

اسلام میں مساوات کا تصوّر

مولانا محمد اسعد فاروقی، بزریہ لائنز کراچی

اسلام میں مساوات کا تصور!

قرآن مجید میں ہے: یایها الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثٰی (الخ)

ترجمہ: اے لوگوں ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے پھر بنایا ہم نے تم کو مختلف قبائل میں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے عزت والا شخص وہ ہے جو تم میں سے متقی ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا فرق بین العربی والاعجمی الا بتقویٰ

ترجمہ: کوئی فضیلت عربی کو عجمی پر نہیں ہے۔ نہ گورے کو کالے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی چیز تقویٰ ہے۔

جب ہم غور و فکر کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ آج ہر تعلیم یافتہ اور سمجھدار خواہ وہ کسی قوم کا بھی ہو ہمہ گیری اور عالمگیری کی طرف آرہا ہے اور اس کے لیے ہر نوع کی اونچ نیچ کو ختم کرنے پر آمادہ ہے۔ جو اسلام کی نمایاں تعلیم ہے۔ اس لیے شریعت اسلام میں کسی انسان کا پس خوردہ ناپاک نہیں ہے۔ نفس انسانیت کا احترام ہے۔

اگر اس کو اسلام ناجائز قرار دیتا تو درحقیقت اس کے اصل جوہر کی ناپاکی اور انسانیت کے گندہ ہونے کا دعویٰ ہوگا جس سے پھر کوئی انسان بھی پاک نہیں ٹھہر سکتا حالانکہ یہ اقوام کے اجماع کے خلاف ہے کہ کوئی بھی قوم علی الاطلاق تمام انسانوں کو ناپاک نہیں ٹھہرا سکتی یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلام نے حائضہ کو چھونے یا اس کا پس خوردہ استعمال کرنے یا اس کے ساتھ مل کر کھانے پینے کو ممنوع نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس کی یہ ناپاکی حکمی ہے، جو عبادات خاصہ کی حد تک موثر ہوتی ہے جو عورت کو نجس العین نہیں بنا دیتی کہ اس کے سایہ سے بھی فرار اختیار کیا جائے۔

پس جب بھی دنیا بین الاقوامیت کی طرف آئے گی اور جب بھی وہ عالمی رشتہ اور عالمی یگانگت کا نصب العین لے کر کھڑی ہوگی تو اس کے لیے چارہ کار نہ ہوگا کہ وہ اسلام کے اس اصول یک جوہریت اور یک اصلیت کو مانے اور اس کے ذریعے سے اقوام میں سے نفرت باہمی اور اونچ نیچ کا خاتمہ کرے۔

جب ہم اسلام کا مطالعہ غور و فکر کے ساتھ کرتے ہیں تو اسلام ہمیں مساوات و برابری سکھاتا ہے کمیونزم اور سوشلزم سے الگ ایک الگ معاشرہ اسلام بتاتا ہے جیسے ماں باپ کے الگ حقوق ہیں اور سردار (حاکم) کے الگ حقوق ہیں اور (اولاد) اور بچوں کے الگ حقوق ہیں۔ استادوں کے الگ حقوق بتاتا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو حقوق مختلف کا درس دیتا ہے۔ اسلام یہ بتاتا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور یہ بتاتا ہے کہ استادوں کی عزت کرو، ماں باپ کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو، بڑوں کی عزت کرو، امیر کا کہنا مانو۔

ہم ذرا سوچیں اور غور کریں کیا ایک ہی قوم میں اتنے تفرقے اور نفرتیں ہو جائیں گی کہ ان کا ایک پلیٹ فارم ایک معبد، ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ میں جمع ہونا محال ہو جائے؟ جیسا کہ اس قسم کے تنگ دل اقوام میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

یورپ میں آپ چلے جائیں وہاں آج تک گورے اور کالے میں لڑائیاں ہیں اور آپس میں ایک جگہ نہیں رہ سکتے اگر مسلمان اسلام کو صحیح طور سے اپناتے تو کبھی بھی قتل و غارت کا وجود نہیں ہوگا۔ یہ جو خون خرابہ ہو رہا ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اسلام کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے کئی واقعات ایسے ہیں جو صحابہؓ سے مساوات کا درس دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی نے آپ کی زرہ لے لی تو آپ جو امیر المومنین تھے آپ مدعی بن کر اپنے غلام قاضی شریح کے دربار میں جا کر کھڑے ہوگئے اور اپنی گواہوں میں حضرت حسنؓ اور قنبرؓ غلام کو شہادت کے لیے پیش کیا قاضی نے ان کی شہادت رد کر دی اور کہا کہ بیٹے کی شہادت باپ کے لیے اور غلام کی شہادت آقا کے لیے درست نہیں۔

جو مذہب بنیادی اور اصولی طور پر مال و دولت اور رنگ و روپ نسب و نسل دولت و مال اور رسمی منصب و وقار کے تفرقے مٹانے کے لیے ہی آیا ہو۔ اس نے دنیا کے سامنے اصول ہی وہ رکھے ہوں جن کے ہوتے ہوئے فرقہ واریت کے جراثیم پل نہ سکیں تو اس کا کیا قصور ہے کہ اسے بھی ملک و ملت اور ان کے معاملات سے خارج کیا جائے اور اگر آپ اسے خارج بھی کرتے ہیں تو وہ خارج ہوتا کب ہے؟

آپ فرقہ واریت کے مٹانے کے لیے جو اصول بھی اختیار کریں گے وہ اسی کا تو اصول ہوگا اس لیے آپ اس کا انکار بھی کر کے اس کا اقرار کریں گے اور اسے رد کر کے بھی اسے قبول ہی کریں گے۔ اگر آپ اونچ نیچ مٹائیں گے تو آپ نے عقیدۃً یا عملاً اس کی مخالفت کب کی اور اگر آپ اخوت و مساوات کا اصول لا رہے ہیں تو آپ دل و جان سے اسلام کی مخالفت کب کر رہے ہیں سوائے اس کے کہ زبان سے مخالفت کر رہے ہیں جو دل سے الگ ہو کر بول رہی ہے تو اس کا اعتبار کیا ہے کہ وہ لائق توجہ ہو۔ قول محض جس کے ساتھ نہ عقیدہ ہو نہ عمل ہو کب وقعت رکھتا ہے کہ اسے مانا جائے پس آپ اسلام کا نام لینے سے تو ڈرتے ہیں لیکن اس کا کام کرنے سے اور اس کو ماننے سے نہیں ڈرتے پھر ایسی چیز سے بھاگنے اور ڈرنے سے کیا حاصل ہے؟ جو آپ کا پیچھا نہ چھوڑے اور آپ کہیں بھی بھاگ کر جائیں تو وہ آپ کا پیچھا کرے اور وہیں جا پکڑے۔

پس کیا اچھا ہو کہ آپ زبان سے بھی ان چیزوں کے ہم زمانا چھوڑ دیں جو آپ کے دلوں اور روحوں میں گھس چکی ہیں اسلام نے اس فرقہ ورانیت کو بھی نیست و نابود کرنے کا پیغام دنیا کو دیا جو قانونی اونچ نیچ سے پیدا ہوتی تھی۔ مثلاً اس نے کہا کہ علم کسی ایک خاندان کی میراث نہیں بلکہ بلاتفریق خاندان، نسل ضروریات دین کی حد تک علم کا طلب کرنا ہر مسلم و مسلمہ مرد و عورت پر فرض ہے اور زائد از ضرورت علم فرض کفایہ ہے۔ عبادت گاہوں میں محمود و ایاز برابر ہیں۔ صفوف عبادت میں صدیق اکبرؓ اور ایک حبشی غلام یکساں ہیں۔

حدود و قصاص اور تعزیرات میں ایک عام آدمی اور سید الرسل کی بیٹی برابر ہیں۔ حج میں دو کپڑوں کا احرام شاہ و گدا کے لئے برابر ہے خواہ ایک عامی ہو یا سلطان ہو۔ دونوں کے لیے عرفات جانا بھی ناگزیر ہے اور ایک ہی نوع کے احرام میں ملبوس ہو کر وہاں ٹھہرنا بھی لازمی ہے۔ مال غنیمت سے اگر ایک چادر کسی عامی کا حق ہے تو اتنا ہی امیر المومنین کا بھی حق ہے ورنہ شبہ پر بھی ایک بدوی فاروق اعظمؓ پر اعتراض کر سکتا ہے اور امیر المومنین کو جوابدہی لازم ہے۔

قانون اسلام کی نگاہ میں سب کے حقوق برابر ہیں بہرحال فرقہ واریت اور قومی تفریق کی ایک بنیاد نسبی اور نسلی امتیازات تھے تو انہیں بھی اسلام نے ختم کر دیا اور ایک دوسری جڑ قانونی امتیازات تھے ان کی بھی بیخ کنی کر دی آیت عنوان کے پہلے حصے انا خلقنکم تا اکرمکم عند اللہ اتقکم (تم میں بڑا وہ ہے جو خدا کے نزدیک پارسا ہو) سے قانونی امتیازات کو ختم کر دیا جس کے معنی مساوات کے ہیں یعنی جو اس قانون تقویٰ و دین پر زیادہ چلے گا وہی عند اللہ بڑا ہو گا جو اس سے ہٹا رہے گا وہ ذلیل رہے گا جس کا حاصل سب پر قانون کی یکساں پابندی اور سب پر قانون کا یکساں حکمران ہونا ثابت ہوتا ہے۔

کسی قوم میں ایک طبقہ روپیہ کمانے کے لیے مخصوص تھا اور ایک طبقہ اس سے محروم ہو کر ذلیل خدمات کے لیے وقف تھا گویا ایک طبقہ سرمایہ دار بننے کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے اور ایک ہمیشہ دنیادار بننے کے لیے اس کا نتیجہ تھا کہ ان اقوام میں باہمی تفرقے ہی نہ تھے۔ شدید نفرت بھی تھی ظلم و تحقیر کے

باقی صفحہ ۱۲ پر

مرزائے قادیانی کا
دعوائے مسیحیت

تحریر: عبدالمنان عبدالحق، نورپوری

مرزا قادیانی نے کئی ایک جھوٹے دعوے کئے جن میں ان کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی شامل ہے ان کے کئی ایک دعووں کی طرح یہ بھی ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے جھوٹا ثابت ہونے سے ان کے کئی ایک دوسرے دعوؤں کا جھوٹا ہونا خود بخود ثابت ہو جاتا ہے اس لئے ہم اس فرصت میں ان کے اسی ایک دعوائے مسیحیت پر کلام کرنے پر ہی اکتفا کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو مرزائے قادیان کے مسیح موعود ہونے والے دعویٰ کے جھوٹے ہونے کے کئی ایک دلائل ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لینزلن فیکم ابن مریم الخ" ضرور بالضرور تم میں ابن مریم نازل ہوں گے" اس حدیث شریف سے ثابت ہوا جس ہستی کے نزول کا ہم سے وعدہ کیا گیا اور ان کے نزول کی ہمیں پیشگوئی سنائی گئی ہے وہ ہستی ابن مریم ہیں اور ظاہر و معلوم ہے کہ ابن مریم کا نام نامی اور اسم گرامی مسیح عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سورہ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے۔

اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔

"جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ تجھے اپنے کلمہ کی بشارت سناتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریمؑ ہے۔ دنیا و آخرت میں باوجاہت اور مقربین سے ہے"

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ابن مریمؑ کا اصلی نام عیسیٰ ہے جبکہ مرزائے قادیان کا نام عیسیٰ نہیں، غلام احمد ہے جیسا کہ اشتہار آخری فیصلہ کے آخر میں مرزائے قادیان کے دستخط سے واضح ہے تو پتہ چلا مسیح موعود عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں نہ کہ مرزائے قادیان اور نہ کوئی اور۔ ثابت ہوا مرزائے قادیان مسیحیت کا دعویٰ کرنے میں صادق نہیں سراسر کاذب ہے۔

۲۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث شریف نیز دیگر کئی ایک آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ سے ثابت و واضح ہے کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اور اسم گرامی مریم ہے جب کہ مرزائے قادیان کی والدہ کا نام مریم نہیں چراغ بی بی ہے۔ اس کو ہر واقف حال جانتا ہے تو خود سوچئے ابن چراغ بی بی ابن مریم کیونکر ہو سکتا ہے؟ لہٰذا مرزائے قادیان کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ محض جھوٹ ہے۔

۳۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران و سورہ مریم میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے "ولم یمسسنی بشر" "مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک بھی نہیں" تو ثابت ہوا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ کوئی نہیں۔ ادھر مرزائے قادیان کا باپ ہے جس کا نام غلام مرتضیٰ ہے واقف حال لوگ اس چیز کو بھی خوب جانتے ہیں اس لئے مرزائے قادیان کا دعویٰ مسیحیت سراسر جھوٹ ہے جس میں صداقت کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں۔

۴۔ مسیح موعود عیسیٰ بن مریمؑ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پونے چھ سو سال پہلے پیدا ہوئے جب کہ مرزائے قادیان، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً پونے تیرہ سو سال بعد پیدا ہوا۔ لہٰذا مرزائے قادیان کا دعویٰ مسیحیت نرا دجل و فریب ہے۔

۵۔ قرآن مجید کی آیات مبارکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی ہیں جب کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث کے کسی لفظ کے سینکڑویں حصے سے بھی مرزائے قادیان کی رسالت و نبوت نہیں نکلتی بلکہ قرآن مجید کی آیت "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم

النبیین۔" صحیحین کی حدیث "وانا العاقب الذی لا نبی بعدی" اور دیگر کئی احادیث صحیحہ سے مرزائے قادیان وغیرہ کے دعوائے نبوت ورسالت کی تردید وتکذیب ہوتی ہے۔ اس لئے مرزائے قادیان وغیرہ کا دعوائے نبیجیت محض افترا اور جھوٹ ہے۔

۴۔ مرزائے قادیان نے اپنے اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" میں لکھا ہے۔

"محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں نے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر قدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوائے مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔" آمین !!

مرزائے قادیان کی یہ تحریر اور دعائے فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی ہے جیسا کہ اشتہار مذکورہ کے آخر میں مرزائے قادیانی کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تاریخ سے واضح ہے تو اس مرقومہ تاریخ سے ٹھیک ایک سال ۱۱ دن بعد پاکستان بننے سے تقریباً انتالیس سال پہلے ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو موت نے مرزائے قادیان کو لاہور میں آدبوچا۔ جب کہ شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت زندہ تھے اس کے بعد بھی بفضلہ تعالیٰ زندہ رہے حتیٰ کہ مرزائے قادیان کی موت کے بعد ایک ماہ گیارہ دن کم چالیس سال زندگی گزار کر پاکستان بن جانے کے سات ماہ بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جل وعلا نے مرزائے قادیان کو شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں مار کر اور مولانا امرتسری کو مرزائے قادیان کی موت وہلاکت کے بعد ایک ماہ گیارہ دن کم چالیس برس زندہ رکھ کر عادلانہ فیصلہ فرما دیا کہ مرزائے قادیان واقعی مفسد کذاب اور مفتری ہے، دن رات افترا کرنا اس کا کام ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب دونوں میں سے کون صادق اور کون کاذب ہے؟ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کی اور فیصلہ چاہا اللہ تعالیٰ نے منصفانہ فیصلہ فرما دیا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ صادق اور سچے ہیں اور مرزائے قادیان کاذب اور جھوٹا ہے۔ حق تو یہ تھا کہ تمام مرزائی لوگ مرزائے قادیان کی موت کی خبر سنتے ہی تائب ہو جاتے اور مرزائے قادیان کو مفسد، کذاب اور مفتری سمجھتے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو کبھی قبول نہ کیا اُلٹے پاؤں پھرے اور طرح طرح کے بے جا اور فضول حیلے اور بہانے تراشے۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ، ان کے تمام تراشیدہ حیلوں اور بہانوں کی قلعی تو مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی کھول دی تھی اور مناظرہ لدھیانہ جیت کر تین صد روپیہ انعام حاصل کر کے ان کے ان تمام لنگ عذروں کو خاک میں ملا دیا تھا نہ وہ اللہ کا رسول ہے نہ نبی اور نہ مسیح موعود۔ نیز مولانا ثناء اللہ صاحب سمیت مرزائے قادیان کو مفسد، کذاب، دجال، جھوٹا، ٹھگ، دکاندار، دغاباز، دھوکا باز فریبی اور مفتری قرار دینے اور کہنے میں بالکل صادق اور پوری طرح سچے ہیں۔

بات تو سیدھی سادھی تھی کہ مرزائے قادیان نے اپنے

تحریر: ام۔ ب

وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا ؟

مرزا قادیانی کی گول مول پیش گوئی کو

(جسے وہ خود بھی نہ سمجھا) پورا کرنے کا نرالا انداز

یادش بخیر مرزا محمود (قادیانیوں کے دوسرے سربراہ) بڑی رنگین طبیعت کے مالک تھے۔ اندھی عقیدت کے مارے ہوئے مریدوں کے گھرانوں کی عورتیں ان کی نفسانی ہوس کا شکار ہوتی رہتی تھیں۔ اکثر کی داستانیں تو قصر خلافت کا حصار عبور نہ کر سکیں۔ اور اندر ہی دفن ہو کر رہ گئیں۔ بہت سی اپنی بدنامی کے ڈر سے خاموش رہیں۔ کہیں والدین اپنی غربت اور غربت یا عقیدت کے باعث چپ کر رہ گئے۔ سینہ بسینہ بعض داستانیں چلی آرہی ہیں۔ کچھ وارداتیں گاہے بگاہے طشت از بام بھی ہوتی رہیں۔ نفسانی ہوس کا شکار بعض عورتیں جو مرشد کے ہاتھوں اپنی عصمت لٹوا بیٹھی تھیں خاموش نہ رہ سکیں۔ بعض لڑکے بھی جو حضرت کی بدفعلی کا شکار ہوئے شور کئے بغیر نہ رہ سکے۔ کچھ متاثرین کے لواحقین نے بھی زور دار احتجاج کئے۔ بعض اوقات تو شارع عام تک کروا دیئے گئے لیکن نہ جانے کتنے ہی سینوں میں دفن ہو گئے۔

صاحب تعجب کی بات یہ ہے کہ مرزا محمود نے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں یعنی ایک وقت میں ہمیشہ پوری چار بیویاں رکھیں کسی ایک کا انتقال ہوتے ہی فوراً اگلی شادی کر لیتے تھے اور شادی اپنی مریدنیوں میں سے انتہائی خوبصورت کنواری لڑکی سے کی۔ محمود کے چند پرانے مرزائیوں جو مرزا محمود کے چال چلن سمجھتے تھے اپنی عورتوں کو ان سے پردہ کراتے تھے مگر بعد میں سبھی مرید اپنی عورتوں کو اس کے پاس بے پردہ بھیجنے میں بہت خوشی محسوس کرتے تھے اور ان کی ہر طرح خدمت کی تلقین کی جاتی تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرزا محمود عین عنفوان شباب یعنی ۲۵ برس کی عمر میں جوڑ توڑ کے ذریعے قادیانی جماعت کے سربراہ بن گئے تھے جب کہ مولوی محمد علی لاہوری، خواجہ کمال الدین وغیرہ ان کی خلافت کے سخت خلاف تھے۔ منجملہ اور وجوہ کے ان کی مخالفت کی وجہ مرزا محمود کی بد چلنی بھی تھی۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ پرانے قادیانی بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی ایک بار ایک معتبر قادیانی نے مرزا محمود کو ایک لڑکی سے بدکاری کرتے دیکھ لیا جس کی شکایت مرزا قادیانی سے کر دی۔ باپ نے اس بارے میں کارروائی کرنے کے لیے ایک کمیشن بٹھا دیا جس کے ممبر مولوی محمد علی لاہوری، خواجہ کمال الدین اور چوہدری فتح محمد تھے۔ اس کمیشن نے حق تک

۱۸۸۶ء کی بات ہے مرزا قادیانی کی بیوی حمل سے تھی اس وقت مرزا نے ایک لمبی چوڑی پیش گوئی گھڑی کہ۔

وہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا وہ تیرے ہی تخم اور تیری ہی ذریت سے ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام بشیر بھی ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا وہ "تین کو چار کرنے والا ہوگا" (اس فقرہ کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء، وہ جلد جلد بڑھے گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۳۹)

یہ الہام جس وقت گھڑا گیا اس وقت مرزا محمود موجود تھا جسے قادیانی اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہراتے ہیں کہ مصلح موعود مرزا محمود ہے، وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ جلد جلد بڑھے گا، اسیروں کو رستگاری دلائے گا وہ لڑکا "تین کو چار کرنے والا ہوگا اور پھر خود ہی مرزا نے لکھا کہ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئیگا۔ وہ لڑکا ایسا ہوگا گویا اللہ آسمان سے نازل ہوگیا۔ نعوذ باللہ۔

اس حمل سے مرزا کے ہاں لڑکا پیدا نہیں ہوا لڑکی ہوئی۔ پھر مرزا نے اس کی تاویلیں کرنا شروع کر دیں کہ اس میں یہ ذکر کہاں ہے کہ وہ لڑکا اس حمل سے ہوگا لیکن جب دس سال بعد ایک لڑکا مبارک احمد پیدا ہوا تو مرزا نے فوراً لکھا۔

"میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ اپریل ۱۸۸۶ء میں کی گئی، سو خدا نے میری تصدیق کے لیے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لیے اس پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء میں پورا کردیا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۳، صفحہ ۹۵)

لیکن یہ لڑکا جسے مصلح موعود قرار دیا اور اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا تو وہ ۹ سال سے بھی کم عمر پاکر راہی ملک عدم ہوگیا۔ مرزا قادیانی کی اس گول مول اور من گھڑت پیشگوئی پر جناب م۔ ب صاحب نے ایک نیا انکشاف کیا ہے جسے ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ (مدیر)

ادا کرتے ہوئے پیر کی عزت رکھنے کے لیے معاملہ ہش اپ کر دیا مرزا محمود کی بدتو کی گئی مگر یہیں سے وہ ان لوگوں کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھتا رہا۔ ادھر اس کی بدکرداریوں کی وجہ سے محمد علی لاہوری، خواجہ کمال الدین اور ان کے ساتھی بھی اس کی گدی نشینی کے سخت خلاف رہے اور اپنا گروپ علیحدہ کر کے لاہور مرکز بنایا۔

بہرحال آج کے اس مضمون میں ہم مرزا قادیانی کے نام نہاد الہام "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" پر تبصرہ کریں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں لاتعداد مہمل ذو معنی اور متضاد فقرے اپنے الہامات کے نام سے شائع کر رکھے ہیں۔ جن کو موقع بے موقع تاویل کر کے مرزائی مختلف وقتوں پر حسب مرضی چسپاں کرتے رہتے ہیں۔ قادیانی الہامات کی ہی ایک تازہ مثال موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی پیشگوئی "جمعہ ۱۰ تاریخ FRIDAY THE 10TH" ہے۔ جو کئی سال پہلے کی گئی۔ تب سے کئی جمعے ۱۰ تاریخ کے آکے گذر گئے۔ ظاہر ہے کہ ہر تاریخ کو یا کسی نہ کسی جمعہ ۱۰ کو کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آتا ہی ہے۔ پھر یہ بھی سکوپ ہے کہ چاند کی ۱۰ کر لو۔ یا عیسوی مہینہ کی۔ یہ بھی واضح نہیں کہ کس قسم کا واقعہ ہوگا۔ حسب خواہش تاویل کر کے کسی بھی واقعہ پہ فٹ کر لو۔ اسی طرح باقی الہامات کا حال ہے اسی قسم کے مرزا کے الہامات کی پٹاری میں ایک الہام اپنے ایک بیٹے کے بارے میں لکھا ہے کہ "تین کو چار کرنے والا ہوگا" (اور اس کے معنی سمجھ میں نہ آئے) لطف کی بات یہ ہے کہ اور کسی صاحب عقل و دانش کو تو مرزا کے الہامات کی سمجھ آتی نہیں خود مرزا کو بھی اپنے اس الہام کی سمجھ نہ آئی۔ اور اپنے ہی الہام کے آگے بریکٹ میں لکھ دیا کہ اس کے معنی سمجھ میں نہ آئے۔ اگر قادیانیوں میں کوئی صاحب بصارت یا بصیرت ہے تو اس سے مرزا قادیانی کی دماغی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے۔

خیر نام نہاد مسیح موعود اور نبی کو تو اپنے الہام کی سمجھ نہ آئی لیکن خوش عقیدہ مریدوں کو سمجھ آگئی۔ ۱۹۴۴ء میں جب مرزا محمود نے اپنے آپ کو اس الہام کا مورد ٹھہرا کر مرزا کا موعود بیٹا ہونے کا اعلان کیا تو خوش عقیدہ مریدوں نے قادیان میں آپس میں برملا کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ الہام اس طرح پورا ہوا کہ مرزا محمود کی جو نہی کسی بیوی کا انتقال ہوتا ہے اور اس کی تین بیویاں رہ جاتی ہیں وہ فوراً ایک شادی اور کر کے چار پوری کر لیتا ہے اور اس طرح مرزا قادیانی کے الہام کا مصداق ٹھہرتا ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

صاحب عجیب موعود بیٹا تھا کہ جس کو قادیانی مصلح موعود کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور اکثر زیادہ جو شیلے قادیانی تو اسے بھی نبی کہنے سے نہیں چوکتے۔ حالت یہ تھی کہ خوبصورت ترین کنواری مریدنیوں کو نظر میں رکھتا تھا۔ ادھر VACANCY ہوئی فوراً لسٹ میں سے ٹاپ کی لڑکی سے عقد رچا کے پھر چار پوری کر لیتا تھا لیکن حیف ہے کہ اس کے باوجود جھک مارنے سے پھر بھی باز نہ آتا تھا اور گاہے بگاہے اس کی بدچلنی کے واقعات نہ صرف صنف نازک سے بلکہ لڑکوں سے بدفعلی کے بھی منظر عام پر آتے رہے اور صد حیف قادیانیوں پر جو ایسے بدکردار شخص کو مصلح موعود اور اپنے نام نہاد مسیح موعود کے الہامات کا مصداق ٹھہرا کر فخر کرتے ہیں۔

پیر و مرشد کے بارے میں مندرجہ بالا حقائق پڑھ کر شاید بعض موجودہ قادیانی تلملا جائیں۔ ان کی بہتری کے لیے عرض ہے کہ درج ذیل کتب میں بعض ایسے واقعات جو خود سابقہ قادیانیوں نے شائع کئے ہیں انہیں مطالعہ کر لیں۔ اور اللہ کے حضور تائب ہو کر اس دلدل سے نکلیں۔

۱۔ نام کتاب: شہر سدوم، مصنف: شفیق مرزا پبلشر: مہتاب پبلیکیشنز، ۴۳ بی لوئر مال لاہور۔

باقی صفحہ ۵ پر

پیپلز ورکس پروگرام کے قادیانی ضلعی ایڈمنسٹر کو برطرف کر دیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مظاہرے اور قرار دادیں ثمر آور ثابت ہوئیں۔

پنجاب میں انتخابی شکست کے بعد پی پی پی نے ممبران صوبائی اسمبلی کی اخلاقی شوق اور عوامی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے پیپلز ورکس پروگرام کے نام سے الگ فنڈ مخصوص کیا۔ جس پر پورے پنجاب اور بلوچستان میں پرزور احتجاج کیا گیا۔ اور دونوں صوبائی حکومتوں نے اسے مرکز کی طرف سے صوبوں کے معاملات میں کھلم کھلا مداخلت قرار دیا نتیجہ صوبوں اور مرکز میں رسہ کشی میں اضافہ ہوا۔ صوبوں کا موقف یہ تھا کہ یہ فنڈ صوبائی حکومتوں کی صوابدید پر استعمال ہونا چاہیئے۔ جب کہ پی پی پی نے اس موقف کو نظر انداز کرتے ہوئے نہ صرف اپنا وطیرہ جاری رکھا بلکہ اس پر ستم یہ کہ الیکشن ہارنے والے اور غیر منتخب نمائندہ لوگوں کو پیپلز ورکس پروگرام کے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا۔ اگر بات یہاں تک ہی رہتی تو پھر بھی کام چلتا رہتا لیکن ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ضلع گوجرانوالہ میں ایک کٹر قادیانی ریٹائرڈ کرنل عزیز الملک کی پیپلز ورکس پروگرام کے طور پر تقرری نے جلتی پر تیل کا کام کیا، انگریز کی ذریت اور خود کاشتہ اس پودے کی ہر ٹہنی اور پتہ پتہ نہ صرف زہر آلود ہوتا ہے بلکہ قانونی طور پر اقلیت قرار دی گئی اس غیر مسلم اقلیت کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کرنا پی پی پی کے ناخداؤں کی عجلت پسندانہ اور احمقانہ حرکت تھی۔ جسے پی پی پی کے غیرت مند مسلمان کارکنوں نے نہ صرف سخت نفرت کی نظروں سے دیکھا بلکہ اس کی معطلی کا مطالبہ کر دیا۔ ہم نے ان کالموں میں حکومت وقت کو کہا تھا کہ قادیانی جو ختم نبوت کے معاملہ میں آستین کے سانپ ہی نہیں بلکہ ڈھٹائی اور بدمعاشی کے ساتھ خود کو باوجود اقلیت قرار دیے جانے کے مسلمان کہہ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

یہ معاملہ کوئی پنجاب مرکز جھگڑے کا شاخسانہ نہیں نہ ہی یہ سیاسی الزام تراشی ہے بلکہ خود پی پی پی کے ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کا تقاضہ اسلام کا فرض ہے کہ جتنی بھی جلد ممکن ہو قادیانی ایڈمنسٹریٹر سے چھٹکارا حاصل کریں تاکہ مذہبی قوتیں جو پی پی پی کے منشور سے پہلے ہی نالاں ہیں اس مسلسل چشم پوشی کو پی پی پی کی مرزائی نوازی کی پالیسی نہ سمجھیں۔ لیکن کافی دیر تک ارباب اقتدار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی تاآنکہ خود پی پی پی کے کارکنوں میں اس بات پر بغاوت پیدا ہو گئی اور انہوں نے سر عام مطالبہ کیا کہ پی پی پی کے غریب اور متوسط طبقے کے کارکن چادر ختم نبوت پر دھبہ لگانے کی مذموم کوشش کرنے والی اس اقلیتی جماعت کے فرد کے چکٹ پر کاسہ گدائی لیے منتظر رہتے ہیں جو کہ ناقابل برداشت تذلیل ہے۔ جسے برداشت نہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا مرزائی ایڈمنسٹریٹر کرنل ریٹائرڈ عزیز الملک کو فوری برطرف کیا جائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانی ایڈمنسٹریٹر کے خلاف احتجاج ترتیب دیے جلوس نکالے، مساجد میں قرار دادیں پاس ہوئیں۔ اشتہارات چھپے اور حکومت پر واضح کیا کہ وہ سیاسی تنظیم نہیں اس کی غرض و غائیت فقط چادر نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی بیخ کنی ہے۔ لہذا حکومت فوری طور پر اس مرزائی کو برطرف کرے۔

اس کا نتیجہ ہے کہ بحمداللہ وفاقی حکومت نے بالآخر اس مرزائی ایڈمنسٹریٹر کرنل ریٹائرڈ عزیز الملک کو برطرف کر کے اس کی جگہ حافظ آباد سے پی پی پی کے ایم این اے افضل حسین تارڑ کو پیپلز ورکس پروگرام کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا ہے جو کہ خوش آئند بھی ہے اور پارٹی کارکنوں کی داد رسی بھی ہو گئی ہے۔ جہاں تک مرکز اور صوبوں کے اختلافات کا تعلق ہے یہ معاملہ جمہوریت میں چلتے رہتے ہیں۔ لیکن ہماری گزارش وفاق سے فقط اتنی ہے کہ وہ کوئی اہم عہدہ پر تقرری کرتے وقت اس چیز کو ضرور مدنظر رکھے کہ مرزائیت، قادیانیت کا فرد کا اور کلیدی عہدے پر اس گروہ کے کسی فرد کی تقرری کو نہ صرف کوئی مخالف سیاسی گروپ بلکہ خود پی پی پی کے خوددار کارکن بھی برداشت نہ کریں گے۔ لہذا تمام ایسی اسامیوں سے مرزائیوں کو فوراً برطرف کیا جائے۔ گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں، خان غلام دستگیر خان، کاظم علی شاہ، ایس اے مہر محمد سلیم، مولانا حکیم عبدالرشید آزاد، حکیم محمود، حافظ محمد امین، مولانا زاہد الراشدی، علامہ محمد احمد، ڈاکٹر غلام محمد، مولانا عبدالعزیز چشتی، مولانا خالد حسن مجددی، غلام نبی، حافظ محمد ثاقب، حافظ احسان الواحد، مولانا محمد رفیق سلفی، حافظ عتیق الرحمان، امیر غلام مصطفیٰ، پروفیسر عبیدالرحمن مدنی، مولانا عبیداللہ عبید، ڈاکٹر عبدالقیوم، منظور اقبال رندھاوا اور دیگر راہنماؤں نے قادیانی ایڈمنسٹریٹر کی برطرفی کا خیر مقدم کیا۔

اخبارِ ختمِ نبوت

ختم نبوت کانفرنس کرنیوالوں پر قائم کردہ مقدمات واپس لیے جائیں

قاری سعید احمد اسعد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا ڈویژن کے ممتاز راہنما قاری سعید احمد اسعد نے موضع پیلو وینس میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کرنے والوں کی گرفتاری پر سخت احتجاج کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے خلاف درج مقدمات واپس لیے جائیں اور قادیانیوں کی پشت پناہی کرنے والے پولیس انسپکٹر نور پور تھل کو معطل کر کے تحقیقات کرائی جائیں۔ جب کہ اسسٹنٹ کمشنر نور پور تھل کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ انہوں نے گذشتہ دنوں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ گذشتہ دنوں ختم نبوت کے چار کارکنوں کو ہراساں کرنے کے بعد گرفتار کر کے ان کے خلاف زیر دفعہ ۱۸۸ ت پ مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ کانفرنس نہایت ہی پرامن تھی اور مسلمانوں کو مرزائیت کے فتنہ سے آگاہ کرنے کے لئے اس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کیونکہ قادیانی اب شہر دیہا

کی بجائے دیہاتوں کا رخ اختیار کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو
دنیاوی لالچ دیکر قادیانی بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں
ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم تبلیغ کے لئے اٹھ کھڑے
ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اعلیٰ میونسپل بورڈ نے جانبداری
کا ثبوت دیا ہے اور یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سازش
کے تحت کیا گیا۔ تاکہ علاقہ کے حالات کو خراب کیا جاسکے
انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرزائیت کے خاتمہ
تک اپنی تحریک جاری رکھے گی اور کسی بھی قربانی سے دریغ
نہیں کیا جائے گا۔

منڈی بہاؤالدین میں عید کے اجتماعات میں عوام کے مطالبات

منڈی بہاؤالدین میں عید الاضحیٰ کا عظیم الشان اجتماع
حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ شاہ تاج شوگر ملز کے
جنرل منیجر فاروق احمد صدیقی قادیانی اور کریم الدین پی آئی
آر۔ او قادیانی کے خلاف قرآن پاک اور اسلامی شعائر کی
بے حرمتی پر مورخہ بجے علاکہ پر پرچہ درج کیا گیا ہے مگر
تاحال ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ان کو جلد از جلد
گرفتار کیا جائے۔

۲:۔ آصف قریشی ایکسٹرا مجسٹریٹ قرآن پاک اور اسلامی
شعائر کی بے حرمتی کرنے والے قادیانیوں کو گرفتار کرنے
کے لئے شوگر ملز گئے۔ تو وہاں قادیانی غنڈوں نے مجسٹریٹ
کی بے عزتی کی اور مسلمانوں کے خلاف نعرے بازی کی۔
ان کی اس غنڈہ گردی کو عیدالاضحیٰ کا یہ عظیم الشان اجتماع
تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لہٰذا قادیانی غنڈوں کو گرفتار
کیا جائے۔

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فوری برطرف کیا جائے

قصور شہر کی مختلف مساجد میں مندرجہ ذیل قرارداد بیں
منظور کی گئیں جس میں مطالبہ کیا گیا کہ (۱) ۱۹۶۵ء کی جنگ
میں اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں جنرل اختر حسین اور جنرل عبدالعلی
ملک جبکہ دونوں قادیانی تھے اکھنڈ بھارت منصوبے پر عمل
کرتے ہوئے چونڈہ۔ سیالکوٹ۔ شکرگڑھ سیکٹر کے پاکستانی
علاقے پر قبضہ کرا دیا تھا۔

۲:۔ امریکن سی آئی اے کی تنظیم روس کے جی بی کے تخریب کار
افغانستان کی خاد تنظیم کے تخریب کار، ہندوستان کی را کے
تخریب کاروں اور اسرائیل کے ایجنٹوں سے بذریعہ ڈاکٹر
عبدالسلام (قادیانی) رابطے ثابت ہو چکے ہیں ان تمام تخریب کاروں
کو اپنے ہاں پناہ دیتے ہیں۔

۳:۔ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے لہٰذا پاک
فوج کے تینوں شعبوں سے ۳۲۹ مرزائیوں کو علیحدہ کیا جائے
۴:۔ امریکہ کا بار بار بیان اخبار میں آچکا ہے کہ کشمیر کی
جنگ میں پاکستان کی امداد نہیں کی جائے گی اس کی وجہ صرف
یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں نسیم احمد قادیانی پاکستان کا نمائندہ مقرر ہے
۵:۔ مرزائیوں کی ۵۴ سالہ سازشوں کو مدنظر رکھتے
ہوئے ان کی تمام مصنوعات شیزان وغیرہ اور منکرین ختم نبوت
کا مکمل بائیکاٹ کر کے اپنے آپ کو سچے مسلمان اور حضورؐ کی

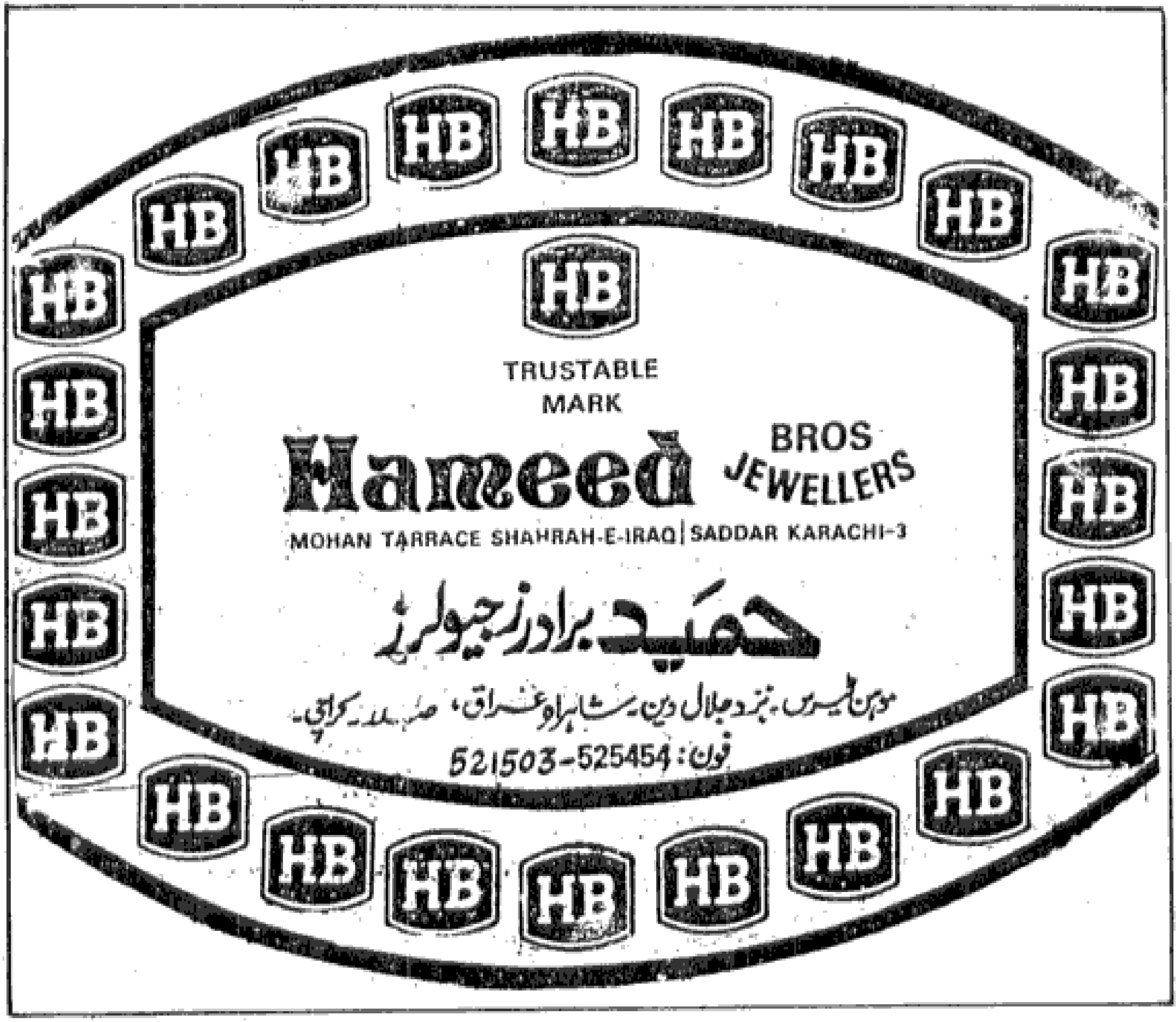

شفاعت کے حقدار بنیں۔

وفیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے سرپرست اعلیٰ اور خطیب جامع مسجد نور مفتی عبدالواحد صاحب کی صاحبزادی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہے۔ مرحومہ کی وفات پر الحاج ایم رشید صاحب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین سیکرٹری جنرل ملک محمد یامین قادری الحاج جاوید اقبال چغتائی، قانونی مشیر حاجی عبدالغفار گوندل ایڈووکیٹ چوہدری احمد یونس صاحب۔ مجاہد ختم نبوت خان اکرام اللہ خان نیازی۔ علامہ عنایت اللہ گجراتی، قاضی منظور الحق صاحب حافظ ارشاد اللہ۔ حافظ محمد نذیر صاحب۔ قاری محمد اشرف صاحب۔ قاری خلیل احمد آزاد۔ عبدالسلام صاحب۔ حکیم محمد شریف صاحب، اور غلام حسین صاحب نے گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمادیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے قانونی مشیر چوہدری محمد نذیر ایڈووکیٹ آف کدھر کے والد محترم کا انتقال ہو گیا ہے جو علاقے کے معروف سیاسی و سماجی راہنما تھے۔ اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ نماز جنازہ میں علمائے کرام ڈاکٹرز وکلاء اور معززین علاقہ نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تعزیت کرنے والوں میں ممتاز قانون دان حاجی عبدالغفار گوندل ایڈووکیٹ صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے امیر الحاج ایم رشید خواجہ۔ سیکرٹری جنرل ملک محمد یامین قادری مجاہد ختم نبوت خان اکرام اللہ خان نیازی، الحاج جاوید اقبال چغتائی۔ قانونی مشیر چوہدری احمد یونس ایڈووکیٹ اور کارکن ختم نبوت صادق حسین ملک سرفراز۔ طاہر ختم نبوت یوتھ فورس کے قائم مقام صدر صفدر عباس باجوہ نے مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمادیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں (آمین ثم آمین)

ٹی آئی کالج میں دیہاتی کوٹہ ختم کر کے قادیانیوں کو دیدیا مولوی فقیر محمد کا احتجاج

فیصل آباد (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات) مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور وزیر تعلیم سردار ذوالفقار علی کھوسہ سے مطالبہ کیا ہے کہ گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ میں فرسٹ ایر میں طلبہ کے داخلہ کا ۱۵ فیصد دیہاتی کوٹہ ختم کر کے قادیانیوں کو دینے کی تحقیقات کرائی جائے اور کالج میں فرسٹ ایر کا داخلہ و مائیگریشن کا تمام کام ایک قادیانی عبدالرشید غنی اسسٹنٹ پروفیسر ریاضی کے سپرد کرنے کا بھی نوٹس لیا جائے انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ میں نئے پرنسپل نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۰ کو جب سے چارج سنبھالا ہے ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب قادیانی اساتذہ کو ہیڈ مقرر کیا ہے اور قادیانیوں کے اشارہ پر چل رہا ہے۔ مسلمان اساتذہ کو تنگ اور پریشان کیا جا رہا ہے اور دیگر ملازمین کلرک وغیرہ کو بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ ان کی سالانہ رپورٹ خراب کر دی جائے گی اس لئے اپنا تبادلہ کروا کر کالج سے چلے جائیں جس پر نواز طاہر لیکچرار فزکس نے پرنسپل کی دھمکیوں کے پیش نظر اپنا تبادلہ کروا لیا ہے اسی طرح تاج دین لیکچرار فزکس جو ختم نبوت مشن کا فدائی ہے کو قادیانی طلبہ سے پریشان کرا رہا ہے۔ پرنسپل مسلمان ہونے کے باوجود کالج میں تقریبات میں بسم اللہ قرآن پاک زبان پر لانا گوارا نہیں کرتا جب کہ قادیانی نواز حصیانی سیکرٹری تعلیم پنجاب اصلاح احوال میں ناکام ہے انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ کالج میں قادیانیوں کی اجارہ داری ختم کی جائے۔

جھنگ میں ۲ ہندو اور ایک قادیانی دہشت گرد گرفتار

ان تینوں مجرموں نے جھنگ کے امن کو تباہ کر رکھا تھا۔

جھنگ (نامہ نگار) جھنگ کا امن امان تہ و بالا کرنے والے اصل ملزمان ڈرامائی انداز میں پکڑے گئے ہیں ان میں دو ہندو اور ایک مرزائی شامل ہیں ان سے مزید اہم انکشافات کی توقع کی جا رہی ہے پولیس ان سے ضروری پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ ان کا انکشاف کل اس وقت ہوا جب نماز جمعہ کے بعد ایک دیگین کو آگ لگائی گئی اور یہ لوگ موقع پر ہی پکڑے گئے پولیس کی پوچھ گچھ کے دوران معلوم ہوا کہ ان میں سے دو سکھر کے ہندو اور ایک قادیانی ہے ان سے مزید اہم انکشافات کی توقع ہے۔ دراصل ان ملزموں نے جھنگ میں درپردہ فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلا رکھی تھی اور امن امان کو تہ و بالا کر رکھا تھا۔ اب توقع کی جاتی ہے کہ ان ملزموں کی گرفتاری سے جھنگ میں حالات بہتر ہو جائیں گے اور پائیدار امن بحال ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ برصغیر کی تقسیم کے وقت کمبل بنانے والے خاندان جھنگ اور سکھر میں آباد ہو گئے تھے۔ حال ہی میں جب سکھر میں گڑبڑ ہوئی تو وہاں سے کئی لوگ اپنے رشتہ داروں کے پاس جھنگ آگئے اور انہوں نے جھنگ میں بھی سکھر جیسے حالات پیدا کرنا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے جھنگ میں دو ماہ سے متواتر آتشزدگی، فائرنگ اور قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری ہے گزشتہ ماہ جب لوٹ مار کا سلسلہ انتہا کو پہنچ گیا تو ان لوگوں نے لوٹ مار کر کے نہ صرف لوٹ کا مال سکھر پہنچایا بلکہ وہاں جا کر اسے فروخت کر کے بھاری رقم بھی وصول کر لی یہ تینوں انجمن سپاہ صحابہ کے کرتا دھرتا بنے ہوئے تھے لیکن درپردہ تخریبی کارروائیوں میں پیش پیش تھے۔ کچھ عرصہ قبل شہر میں امن کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں اور فریقین نے مل کر وارداتوں کا سد باب کرنے کا عہد کیا تھا کل نماز جمعہ کے بعد جب دیگین کو آگ لگائی گئی تو فریقین نے مل کر ان لوگوں کو پکڑ لیا۔ رات گئے تک وہ پولیس کو کچھ بتانے سے انکار کرتے رہے۔ لیکن پولیس کے سامنے ان کی ایک نہ چلی اور آخر کار انہوں نے یہ انکشاف کیا کہ ان میں سے دو ہندو اور ایک قادیانی ہے اور وہ جھنگ میں گڑبڑ پھیلانے کے کام پر مامور تھے۔

(ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد ۱۷ جون ۱۹۹۰ء)

بقیہ: وہ دین کو چارہ کرنیوالا ہوگا!

۲۔ نام کتاب: کمالات محمودیہ، مصنف: محمد ظہور الدین اکمل پبلشر: دفتر بیت القرآن پوسٹ بکس نمبر ۱۰۴۸، لاہور۔

۳۔ نام کتاب: ربوہ کا مذہبی آمر، مصنف: راحت ملک

۴۔ اخبار "مباہلہ" قادیان۔

۵۔ نام کتاب: بلائے دمشق، مصنف: عبدالرب برہم

ان کتب کے علاوہ پرانے قادیانیوں سے بھی تفتیش کریں مثلاً مرزا عبدالحق ایڈووکیٹ امیر قادیانی جماعت پنجاب سرگودھا۔ سے ان کی بیوی سے پیش آمدہ واقعات کے بارے میں معلوم کریں اللہ تعالیٰ آپ سب کی آنکھوں سے اندھی عقیدت کی پٹی کھولے۔ بصیرت عطا کرے گدی نشینوں اور گمراہی کے گرداب سے نکال کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دے۔ وما علینا الا البلاغ ۔

نوٹ: ایسے مرزائی حضرات جن سے مندرجہ بالا قسم کے واقعات پیش آئے ہوں یا قادیانی اکابرین کے بارے میں اور قابل اعتراض واقعات جانتے ہوں، مگر بیان کرنے سے کسی وجہ سے ڈرتے ہوں ان سے التماس ہے کہ اپنے نام صیغہ راز میں رکھ کر تفصیلی واقعات ہمیں ارسال کریں۔ مقصد کسی پر کیچڑ اچھالنا نہیں بلکہ گمراہی اور خلاف اسلام راہوں سے خبردار کرنا ہے۔

بقیہ : اورنگزیب عالمگیرؒ

دی کہ جہاں پناہ حسب وعدہ تشریف لے آئے ہیں۔ بیوی ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ میاں بیوی جہاں پناہ کو مکان کے اندر لے آئے وہاں کا شہنشاہ کمہار کی کوٹھڑی میں داخل ہوا اور کمہار کی بچی کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہیں یہ فقیر منش بادشاہ بیٹھ گیا۔ کمہار کو ہدایت کر دی کہ میری آمد کی کسی کو اطلاع نہ ہونی چاہئے۔

کچھ دیر بعد بڑے ٹھاٹھ باٹ سے اس فرعون کا جلوس بھی آیا کمہار نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ ظالم نے آتے ہی دریافت کیا، تمہاری لڑکی کہاں ہے؟ کمہار نے عرض کی۔ آیئے حضور اندر تشریف لایئے۔ جوں ہی اس بدبخت نے اندر قدم رکھا۔ جلال مآب کو ہاتھ میں شمشیر برہنہ لیے پایا۔ طوطے اڑ گئے۔ دولہا بن کر آئے تھے قیدی بن کر لاہور پہنچ گئے۔

اس تاریخی واقعہ پر برطانوی تاریخ خاموش ہے۔ اگر اس زمانے میں مورخ نے واقعہ کو کہیں درج بھی کیا ہوگا تو مصلحت کے سفید ہاتھوں نے بعد میں اس سنہری ورق ہی کو نوچ ڈالا ہوگا۔

ہندوستانی تاریخ برطانوی ایجنٹوں نے اپنے ڈھب کی لکھوائی مسلمان سلاطین کی عدل گستری انصاف دوستی اور رعایا پروری کے واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ عالمگیر نے کمہار سے جو وعدہ کیا تھا، اسے پورا کیا۔ اب شہنشاہ کی آمد کا چرچا عام تھا۔ کنواں خیر آباد جگہ میں تھا اس کی جگہ پر عالمگیر کے نام پر گاؤں آباد ہوا۔ عالمگیر کے نام کا گاؤں اب بھی موجود ہے۔

بقیہ : اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

نے تلوار کے زور سے لوگوں پر تسلط کیا اور زبردستی ان کی مرضی کے خلاف ان پر حکومت قائم کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا، اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ اب وہ مرنے کے بعد کیا کہتے ہیں اور ان کو کیا کہا جاتا ہے!۔

حاشیہ نشینوں میں سے ایک شخص کے بادشاہ کے مزاج کے خلاف ابو حازمؒ کی اس صاف گوئی کو سن کر کہا کہ ابو حازم! آپ نے یہ بات بہت بری کہی ہے؟ ابو حازم نے فرمایا کہ آپ غلط کہتے ہیں۔ میں نے کوئی بری بات نہیں کہی بلکہ وہ بات کہی ہے جس کا حکم ہے کیونکہ رب کائنات نے علماء سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ حق بات لوگوں میں بتائیں گے چھپائیں گے نہیں۔

سلیمان نے پھر سوال کیا کہ اچھا اب ہمارے درست ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ تکبر چھوڑ دیجئے، مروت اختیار کیجئے اور حق والوں کو ان کے حقوق انصاف کے ساتھ تقسیم کر دیجئے۔

سلیمان نے کہا ابو حازم! کیا آپ ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں؟ فرمایا اللہ کی پناہ!

سلیمان نے پوچھا کہ کیوں کیوں ایسا کیوں؟ فرمایا کہ اس لیے کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میں آپ کے مال و دولت عزت و جاہ کی طرف مائل ہو جاؤں جس کے نتیجہ میں مجھے بھی عذاب بھگتنا پڑے۔

پھر سلیمان نے کہا اچھا آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتلائیے تاکہ ہم اس کو پورا کر دیں۔ فرمایا ہاں ایک حاجت ہے جہنم سے نجات دلا دیجئے اور جنت میں داخل کرا دیجئے، وہ بولا یہ تو میرے اختیار میں نہیں، فرمایا کہ پھر مجھے آپ سے کوئی حاجت نہیں ہے۔

آخر میں سلیمان نے کہا کہ اچھا میرے لیے دعا کر دیجئے تو ابو حازمؒ نے یہ دعا کی یا اللہ اگر سلیمان آپ کا پسندیدہ بندہ ہے تو اس کے لیے دنیا و آخرت کی بہتری کو آسان بنا دیجئے اور اگر وہ آپ کا دشمن ہے تو اس کے بال پکڑ کر اپنی مرضی اور محبوب کاموں کی طرف لے آیئے۔ سلیمان نے کہا کہ مجھے کچھ وصیت فرما دیں، ارشاد فرمایا کہ مختصر یہ ہے کہ اپنے رب کی عظمت و جلال اس درجہ میں رکھیے کہ وہ آپ کو اس مقام پر نہ دیکھے جس سے منع کیا ہے اور اس مقام پر غیر حاضر نہ پائے جس کی طرف اس نے آنے کا حکم دیا ہے۔

سلیمان نے اس مجلس سے فارغ ہونے کے بعد سو گنیاں بطور ہدیہ کے ابو حازمؒ کے پاس بھیجیں ابو حازمؒ نے ایک خط کے ساتھ ان کو واپس کر دیا جس میں لکھا تھا کہ اگر سو دینار میرے کلمات کا معاوضہ ہیں تو مجھ کو منظور نہیں۔ اور اگر اس لیے دینار بھیجے ہیں کہ بیت المال میں میرا حق ہے تو مجھ جیسے ہزاروں علماء اور دین کی خدمت کرنے والے ہیں اگر سب کو آپ نے اتنا ہی دیا ہے تو میں بھی لے سکتا ہوں ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام!

دنیا میں شاید کوئی انسان نہ ہوگا جو اس کا دعویٰ دار نہ ہو کہ وہ حق اور راست بازی پر دل و جان سے شیدا ہے لیکن عمل جو قول کی کسوٹی ہے کھرے کھوٹے کی حقیقت کھول دیتا ہے اور حق یہ ہے کہ حق پسندی جتنی بے بہا صفت ہے اسی قدر دشوار اور معرکہ خیز ہے وہ شخص بے شک حق پرست ہو سکتا ہے جس کو سوائے حق کے کسی سے کچھ سروکار نہ ہو باطل کے مقابلہ پر ڈٹ جانا اور حق کا اظہار کرنا ایک مشکل چیز ہے ہر کس و ناکس اس مقام پر قائم نہیں ہو سکتا مگر وہ انسان جو اپنا سب کچھ حق پر قربان کرنے کے لیے تیار رہتا ہو جب حق پسندی انسان کا مزاج اور اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے تو پھر نہ وہ اپنے رشتہ داروں سے خوف کرتا ہے اور نہ وقت کے حکمراں سے،

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور کے چہرے پر مکھی بیٹھی تھی اس نے اڑا دی مکھی حسب عادت پھر آن بیٹھی خلیفہ نے پھر اڑا دی غرض کئی دفعہ یہی اتفاق ہوا مکھی آ کر بیٹھتی اور خلیفہ منصور اس کو اڑا دیتا آخر خلیفہ نے جھلا کر ابن سلیمانؒ مشہور مفسر سے پوچھا کہ مکھی پیدا کرنے کی اللہ کو کیا ضرورت پڑی تھی اس عالم ربانی اور اللہ تعالیٰ کے شیر نے جواب دیا کہ متکبروں کا غرور توڑنے کیلئے پیدا کی۔

علماء حق کی ہمیشہ یہ تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے گردن کٹانا تو منظور کر لیا مگر اظہار حق سے کبھی بھی پہلو تہی نہیں کی، مذکورہ بالا دونوں واقعوں سے دونوں بزرگوں ابو حازمؒ اور ابن سلیمانؒ کی بے باکی ظاہر ہوتی ہے۔ رب ذوالجلال ہم سب کو علماء حق کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اظہار حق کی توفیق ارزانی فرمائیں آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقیہ : زندگی ایک جہاد مسلسل

محاذ پر کمانڈر خالد زبیر بھی میرے سامنے شہید ہو گئے اور خالد عمر اور عبدالرحمٰن کی ٹانگیں بھی کٹ گئیں۔

میں جب بھی افغانستان گیا میری ہمیشہ خواہش رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کے اعزاز سے نوازے لیکن شاید ابھی تک میں اپنے آپ کو شہادت کے قابل ثابت نہیں کر سکا۔

بقیہ: آپ کے مسائل

میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے اور امت کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔

س: روز حساب جزا، سزا اور عذاب کے متعلق میں نے جن آیات مقدسہ کا حوالہ دیا تھا ان کی روشنی میں تو آپ نے اس مسئلہ پر کوئی تذکرہ ہی نہیں فرمایا۔ سورۃ الانعام کی جس آیت ۹۳ کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس ذلت کے عذاب کا تعلق تو اس وقت کے عذاب سے ہے جب ظالم غمرات الموت یعنی سکرات موت میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت تو اس کا وجود تو اسی عالم فانی میں ہوتا ہے جبکہ میرا مسئلہ عذاب قبر ہے جبکہ فرمان خداوندی ہے کہ ہر ایک کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے اجر قیامت کے دن پانے والے ہو (۳/۳۰) آپ کی ذات گرامی سے متوقع ہوں کہ میرے خط میں بیان کی گئی آیات مقدسہ کی روشنی میں جواب سے ممنون فرمائیں۔

ج: سورۃ الانعام کی جس آیت کا میں نے حوالہ دیا تھا اس کو پھر غور سے دیکھئے سکرات موت کے وقت فرشتے یہ کہتے ہیں کہ "اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا" عذاب کا ذکر جانیں نکالنے کے بعد ہے جان نکلنے کے بعد کون سا عذاب دیا جائے گا؟

اس سے زیادہ صریح آیت سورہ مومن کی آیت نمبر ۴۵، ۴۶ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور گھیر لیا فرعون والوں کو برے عذاب نے
وہ آگ ہے جس پر وہ پیش کئے جاتے ہیں
صبح اور شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت
کہا جائے گا داخل کرو فرعون والوں کو سخت
عذاب میں۔"

یہاں قیامت سے پہلے کے عذاب کا ذکر ہے جو یہی عذاب قبر ہے۔ اور قوم نوح کے بارے میں ارشاد ہے:

"اور وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کئے گئے پس وہ داخل کئے گئے آگ میں" (نوح: ۲۵)

غرق ہونے کے بعد وہ لوگ کس آگ میں داخل کئے گئے یہی برزخ کا عذاب جو عذاب قبر کہلاتا ہے۔

بقیہ: اسلام میں مساوات کا تصور

اس کی قدر کریں۔ محبت کو تو کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ سچائی خود اپنا راستہ اور مقام پیدا کرلیتی ہے۔ مسلمانو! تمہاری زندگی کا راز اس تجارت میں ہے کہ تم وہ سودا بازار میں لاؤ جو دنیا میں نایاب اور انسانیت کیلئے آب حیات ہو۔ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کیلئے تیار کیا تھا اور جو بھی پیدا ہوگا، کرے گا وہ آنکھوں کا تارا اور سب کا دلارا ہوگا۔ مسلمانو! حضور کی لائی ہوئی پاکیزہ زندگی کو اپنا نمونہ اور آپ کی دعوت کو اپنا مقصد حیات بنانا اس وقت کی بڑی خدمت اور ہمارا اصل پیغام ہے۔

ردِّ قادیانیت پر معلومات افزا، ایمان پرور، جہاد آفریں اور حقائق افروز

کتب

قادیانی مذہب	پروفیسر الیاس برنی	۹۰ روپے
محاسبہ قادیانیت کا موقف	توحی اسمبلی ہوئی میں مصنفنہ	۳۰
ماہنامہ ٹوڈی ڈائجسٹ کا قادیانیت نمبر		۱۵
خاتم النبیین	الشیخ محمد انور شاہ کشمیری	۱۹
التصریح (عربی)		۳۰
سوانح منشی محمد علی جالندھری	ڈاکٹر غفاری	۲۵
تحریک ختم نبوت	آغا شورش کاشمیری	۳۶
اسلام اور قادیانیت	مولانا عبدالحق	۲۰
قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟	مولانا محمد منظور نعمانی	۱۰ روپے
ہدیۃ المہدیین (عربی)	مولانا مفتی محمد شفیع	۵
مرزائی نامہ	مولانا مرتضیٰ خان میکش	۵
کورنفس شاہی		۲۵
شہادت القرآن	میر ابراہیم سیالکوٹی	۲۰
حیات مسیح	دائے کمال	۵
احتساب قادیانیت	مولانا لال حسین اختر	۲۰
ایمان پرور یادیں حصہ دوم	مولانا اللہ وسایا	۲۰
حضرت مسیح مرزا قادیانی کی نظر میں	مولانا لال حسین اختر	۲
ختم نبوت اور بزرگان امت		۲
مرزا قادیانی کی آسمانی شہادتیں	مولانا عبدالرحیم اشعر	۲
نزول مسیح علیہ السلام	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۲
قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین		۲
المہدی والمسیح		۲
الہامی کرشمے		۲
قادیانی جنازہ	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۲ روپے
شناخت		۲
مرزا قادیانی بقلم خود		۲
قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق		۲
قادیانی مردہ		۲
مرزائی اور تعمیر مسجد		۲
قادیانیوں کو دعوت اسلام		۲
مرزا طاہر کے مباہلہ کے جواب میں		۲
غدار پاکستان	ڈاکٹر عبدالسلام	۲
اختتاف قادیانی آرڈیننس		۲
پیارے گرگٹ	عبدالرحمن یعقوب باوا	۲
ایمان پرور یادیں	مولانا اللہ وسایا	۲
قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	صاحبزادہ طارق محمود	۲
قادیانی عقائد پر ایک نظر	مولانا عزیز الرحمن جالندھری	۲
قادیانی عقائد و عزائم	مولانا تاج محمود	۲
عشق خاتم النبیین	طاہر رزاق	۲
ضیاء الحق کو قتل کس نے کیا؟	عبدالمجید رحمانی	۲
عاشقان مصطفےٰ کہاں ہیں؟		۲
زہرہ قادیانیت		۲
آستین کے سانپ		۲
قرآن مجید میں رد و بدل قادیانیوں کی سیاسی سازش		۲
مجرم اسلام	طاہر رزاق	۲
ہم ختم نبوت کا کام کیسے کریں		۲

مجلس چونکہ ایک تبلیغی ادارہ ہے اس لیے کتابوں پر صرف لاگت وصول کی جاتی ہے۔ اس لیے کمیشن نہیں دیا جائے گا۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔ ۲ روپے کے کتابچے کے لیے آپ ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج دیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ — حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عظیم الشان عالمی ختم نبوۃ کانفرنس برطانیہ

بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۹۰ء بروز اتوار

بمقام جامع مسجد
بریڈفورڈ ھاورڈ
سٹریٹ بریڈفورڈ
برطانیہ

اس کانفرنس میں

برطانیہ کے اکابر، علماء کے علاوہ پوری دنیا سے علمائے کرام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما شرکت فرمائیں گے۔

کانفرنس دن بھر جاری رہے گی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

۳۵، اسٹاک ویل گرین لندن۔ ایس ڈبلیو۔ ۹، ایچ زیڈ یو کے

فون: ۷۱-۷۳۷-۸۱۹۹